﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۰؍ستمبر ۲۰۰۴ء | ۲۴؍رجب المرجب ۱۴۲۵ ہجری قمری — ۱۰؍تبوک ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۳۷

سب سے افضل عمل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا: وقت مقررہ پر نماز کی ادائیگی۔ پھر میرے پوچھنے پر فرمایا اس کے بعد والدین سے حسن سلوک اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد، دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجالاوے

بنی نوع انسان کے حقوق بجانہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرے میں ہیں

’’صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لب لباب ہیں۔ اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا، فسق و فجور سے بچنا اور کُل محرّمات الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔ دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجانہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں۔ بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستّار ہے، غفّار ہے، رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز، روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو مگر حق العباد کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجالاوے۔ جو دونوں پہلوؤں کو پوری طرح سے مدّنظر رکھ کر اعمال بجالاتا ہے وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزور بازو اور اپنی طاقت سے بجالانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفس امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ دعائیں کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفس امّارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفس امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مار آستین ہے اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن، نفس امّارہ اندرونی دشمن اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نور ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ﴾ (یوسف :54) یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم۔صفحہ 572۔جدید ایڈیشن)

وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

’’یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفاء نہیں کرتا۔ ایسا شخص منافق مرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوْہُ﴾ (التوبہ :77) اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ملجا و ماویٰ تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے۔ اس وقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے۔ پس تم پر مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں۔ تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے نہ کرو اور کرو تو ایفاء کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایفاء نہ کرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو (خدا ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہاں تک طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتے رہیں گے۔ اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو اور پھر خدا تعالیٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کی دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔‘‘ (خطبات نور۔صفحہ 189)

فرمودات خلفاء

جماعت کی بعض خوبیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو سادات کی یا سرداروں کی یعنی قیادت کرنے والوں کی جماعت بنایا ہے۔ ہماری جماعت ایسی جماعت نہیں ہے کہ جس میں سے ایک کے قائد بن جانے کے بعد باقی ساری کی ساری جماعت میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان ہو۔ کیونکہ پھر تو چوٹی کی بلندیاں اونچی نہیں ہوتیں۔ چوٹی کے لئے تو پھر اتنے ہی بلند زاویئے بھی قائم کرنے پڑتے ہیں اور اس ڈھلوان پر چاروں طرف سے Queue (کیو) لگا ہوتا ہے۔ قطار بنی ہوتی ہے جن میں سے ہر ایک اہل ہوتا ہے۔ اس بات کا اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء اس طرح ہو کہ اگر مثلاً ایک نوجوان چالیس سال کا ہو گیا ہے تو اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹے تو دوسرا آگے قدم بڑھا کر اس کی جگہ لے لے۔ جس کی تربیت انتظامی لحاظ سے بھی ہو اور جس پر روحانی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت بھی ہو۔ پس یہ جماعت ہے ہی سرداروں کی جماعت۔ اس کی راہ میں بے ہوش پڑے ہوئے افراد تو آپ کو نظر آئیں گے لیکن ان کی تعداد بڑی تھوڑی ہے۔ یہ جماعت ایک مضبوط دل رکھنے والی اور بڑی ہی پیاری جماعت ہے۔ مجھے تو ان لوگوں کے خطوط آتے رہتے ہیں جنہیں غیر بڑی تکالیف پہنچاتے ہیں۔ ابھی آج ہی میں ڈاک میں ایک خط پڑھ کر آیا ہوں کہ اس طرح ہم نئے نئے احمدی ہیں اور اس طرح پر ہمیں تنگ کیا جا رہا ہے لیکن ہم نے لوگوں کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ہم پوری مضبوطی کے ساتھ اور علی وجہ البصیرت احمدیت پر قائم ہیں اور مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور حقیقت یہی ہے اور قرآن کریم نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے کہ وہ جماعت جس میں ثبات قدم پایا جاتا ہے۔ اس پر ملائکہ (فرشتے) بھی رشک کرتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم۔صفحہ ۲۱۵)

اداریہ

خوشی وخوشحالی

آنحضرت ﷺ کے جگر کا ٹکڑا، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی نشانی، جنّتی عورتوں کی سردار حضرت علیؓ کی زوجہ محترمہ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اپنے گھر کے سارے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مشقت کے کام کرتے کرتے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور پانی کی مشکیں ڈھوتے ڈھوتے کندھوں پر نشان پڑ چکے تھے۔ ان حالات میں جب کچھ سہولت کا زمانہ آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجھہٗ کے توجہ دلانے پر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اتفاق سے حضور سے ملاقات تو نہ ہو سکی البتہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ پیغام دے آئیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تنگی کو آسانی میں تبدیل کر دیا ہے۔ اگر میری محنت و مشقت میں کسی قدر کمی کے لئے مجھے کوئی مددگار مل جائے تو باعث سہولت ہو سکتا ہے۔

اپنی پیاری بیٹی کا یہ پیغام ملنے پر حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی پیاری بیٹی کی محنت و مشقت اور سختیوں میں کمی کرنے کے لئے ایک انوکھا طریق بیان فرمایا۔ آپ نے انہیں کوئی غلام نہیں دیا، کسی نوکر کا انتظام نہیں کیا۔ کسی کو ان کی مدد کرنے کی تحریک نہیں فرمائی۔ ان کے لئے مالی منفعت کا کوئی ذریعہ مقرر نہیں فرمایا۔ یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ اس جگہ سوال کرنے والا کوئی اجنبی یا عام سائل نہیں بلکہ حضور کی اپنی پیاری بیٹی ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہ حضور ﷺ کبھی بھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا کرتے تھے بلکہ آپ سے سوال کرنے والوں نے تو اپنے تجربہ کی بناء پر یہ بھی شہادت دی کہ دنیا میں آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہ کبھی ہوا اور نہ ہی کبھی ہوگا۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمہاری مشکل کا بہترین حل یا تمہارے سوال کا بہترین جواب یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ اور 33 دفعہ الحمد للہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر کا ورد کیا کرو۔ اس طرح حضور ﷺ نے ان کو ذہن نشین کروایا کہ ذکر الٰہی کے نتیجہ میں انسان کو جو سکون اطمینان اور قناعت کی دولت ملتی ہے وہی انسان کی ہر مشکل کا حل اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے۔

حدیث سے ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب مسابقت الی الخیر کے جذبہ سے سرشار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم میں سے جو اہل ثروت ہیں وہ نیکیوں میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں کیونکہ ایسے امور جو مالی سہولت کی وجہ سے انجام دیئے جاسکتے ہیں اسمیں وہ ہم سے بازی لے جاتے ہیں اور ہم باوجود خواہش اور کوشش کے ایسی باتوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اہل ثروت کی زائد نیکیوں کے برابر ہونے کے لئے غریب صحابہ کے لئے وہی طریق تجویز فرمایا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ غریب صحابہ بہت خوش ہوئے اور ذکر الٰہی سے سکون واطمینان اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے کوشاں ہو گئے اور قناعت کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ البتہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب اہل ثروت صحابہ کرام کو اس امر کا پتہ چلا تو وہ بھی اس نسخہ کیمیا کو پورے ذوق وشوق سے استعمال کرنے لگے۔

دنیوی اموال کی اہمیت وضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرت ﷺ بھی مختلف قومی اہمیت کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے چندوں کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ مگر وہ قومیں یا افراد جو سب کچھ بھول کر دنیوی اموال اوران سے حاصل ہونے والی آرام واسائش کو ہی اپنا مقصد و مطمح نظر سمجھنے لگے وہ مال و دولت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی آسائشوں اور تن آسانیوں کی وجہ سے کاہلی، سستی کا شکار ہو گئے، باہم پیار ومحبت اور اتحاد سے محروم ہو کر نفرت وتشتت کا شکار ہو گئے۔ علو ہمتی و بلند نظری سے محروم ہو کر یا تو صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے یا نشان عبرت بنا دیئے گئے۔

چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو

(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁❁❁

حمد ذات باری تعالیٰ

(کلام حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

میرا محبوب ہے وہ جانِ جہانِ عشاق
اُس سے جو دُور رہا قالبِ بے جاں ہے وہی
عالمِ کون و مکاں نور سے اُس کے روشن
نغمۂ ساز وہی بوئے گلستاں ہے وہی
ذرے ذرے میں کشش عشق کی جس نے رکھی
مالک جسم وہی روح کا سلطاں ہے وہی
رنگ سے اس کے ہے نیرنگئ عالَم کا ظہور
گرمی و رونق بازارِ حسیناں ہے وہی
دل جو انساں کو دیا دردِ محبت دل کو
قبلۂ دل ہے وہی ۔ درد کا درماں ہے وہی
جس نے آواز سنی ہو گیا اس کا شیدا
دیکھ لے جلوہ تو سو جان سے قرباں ہے وہی
خود تو جو کچھ ہے سو ہے نام بھی اس کے پیارے
حیی و قیوم و صمد ہادئ و رحماں ہے وہی
عشق میں جس کے رقابت نہیں وہ یار ہے یہ
جن پہ بن دیکھے مریں لوگ یہ جاناں ہے وہی
لاکھ خوشیاں ہوں مگر خاک ہیں بے وصلِ نگار
قرب حاصل ہے جسے خرم و شاداں ہے وہی
حب دنیا بھی نہ ہو ۔ خواہش عقبیٰ بھی نہ ہو
جز خدا کچھ بھی نہ ہو طالب جاناں ہے وہی

(بخار دل ۔صفحہ ۳۴)

Elucidation of Objectives

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ”توضیح مرام“ کا انگریزی ترجمہ Elucidation of Objectives کے نام سے طبع ہو کر دستیاب ہے۔

اس میں خصوصیت سے حضور علیہ السلام نے حضرت مسیح ابن مریم کے بجسد عنصری آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور آئندہ کسی زمانے میں نازل ہونے کے عقیدہ کا پرزور دلائل کے ساتھ غلط ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور مسیح بن مریم کے نزول کی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے۔ اسی طرح ملائکہ اور روح القدس کے نزول کے مضامین پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ نیز عام لوگوں اور انبیاء اولیاء کے الہامات، مکاشفات کے درمیان امتیاز کو بھی بیان فرمایا ہے۔

امراء ممالک سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے لئے اپنے آرڈز وکالت اشاعت لندن کو جلد بھجوائیں۔ (ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔لندن)

عاشقانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(سهیل احمد ثاقب بسراء)

خدا تعالیٰ ہر مامور من اللہ کی تائید کے لئے ہمیشہ سے کچھ ایسی سعید روحیں پیدا کرتا چلا آیا ہے جو اس مامور کے لئے انصار الی اللہ ہوتی ہیں۔ یہ انصار ہر طرح کے خوف و خطر سے بالا ہوتے ہیں اور اس مامور کے رنگ میں رنگین ہو کر زبانِ حال سے اس کی صداقت کی بیّن دلیل ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت عطا فرمائی تھی جو انتہائی حد تک آپ کے عشق میں مخمور تھی اور آپؑ کی خاطر جان، مال اور عزت کی قربانی کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی ہی جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف 'حقیقۃ الوحی' میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی، بعض نے میرے لئے جان دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلّی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۲۴۰)

تاریخ احمدیت ایسے وجودوں سے بھری پڑی ہے کہ جنہوں نے امامِ وقت کی خاطر ہر طرح کی تکلیف برداشت کی مگر زبان سے اُف تک نہ کیا، گھروں سے بے گھر کئے گئے مگر کوئی شکوہ نہ کیا، عزتیں قربان کیں مگر زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا۔ ایسے وجود اصل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہوتے ہیں اور خد اتعالیٰ براہ راست ان کی راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی:-

''یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ''

کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے قدم قدم پر صدق و وفا کے نمونے دکھائے۔ ان کے اخلاص و وفا کی شہادت مسیح دوراں نے ان الفاظ میں دی:

''میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لیے تیار''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۳،۲۲۴)

دل کی گہرائی سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ایک عظیم الشان شخصیت کے حامل، عالم باعمل وجود انسان تھے۔ آپ نے اپنے آقا کی خاطر اپنے آبائی گھر کو خیرباد کہہ دیا اور آخری دم تک اسی کے دربار پر حاضر رہے۔ آپ کے جذبۂ عشق و فدائیت کی شہادت مسیح دوراں نے ان الفاظ میں دی:-

''اگر میں نور الدین کو حکم دوں کہ تُو پانی میں چلا جا تو وہ پانی میں جانے کے لئے تیار ہے۔ اگر میں اس کو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ میرے حکم سے آگ میں بھی جانے کو تیار ہے۔ وہ کسی طرح بھی میرے حکم سے انکار نہیں کر سکتا''۔

(الحکم ۷ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۶)

حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ سے ایک مامور کی دعا مانگا کرتے تھے کہ جو مخالفین اسلام کا منہ بند کر دے۔ چنانچہ اس مامور کی آمد کے بعد نہ صرف آپ نے بیعت کی بلکہ آپ کی محبت کو بھی اختیار کیا آپ فرماتے ہیں:-

''......میں نے مہدی الزمان کی محبت کو اختیار کیا اور آپ کی بیعت صدق دِل سے کی۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کے لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے محبت کرنے لگا۔ میں نے انہیں اپنے سارے اموال اور اپنی ساری جائیداد پر ترجیح دی، بلکہ اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا......''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۷، صفحہ ۱۵۱ کرامات الصادقین ترجمہ از عربی عبارت)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے جو اپنے اصلی وطن اور دوستوں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا اور قادیان میں اپنے آقا کے حضور ساری زندگی گذار دی، یہ کوئی سہل امر نہ تھا بلکہ ایک جذبہ عشق کو چاہتا تھا اور آپ میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی نسبت فرمایا:-

''وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اختیار کرنا اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے۔ اور میرا کلام سننے کے لئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے۔ اور میرے مقام کی محبت کے لئے اپنے اصلی وطن کی یاد بھلا دیتا ہے۔ اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جس طرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے''۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ 585-586، ترجمہ از عربی عبارت)

الگ ہونے سے جان دینا بہتر ہے

ان ہی مخلصوں اور وفاداروں میں ایک نام جو تا قیامت یاد رکھا جائے گا حضرت شاہزادہ عبد اللطیف صاحب کا ہے کہ جن کے خون کی خوشبو سے سرزمین افغانستان ہمیشہ مہکتی رہے گی۔ حضرت شاہزادہ صاحب اپنے صدق و وفا میں ایسے سچے تھے کہ جان کی بازی لگا دی مگر حق کو نہ چھوڑا۔ جب انہیں امیر افغانستان کے روبرو پیش کیا گیا اور امیر نے پوچھا کہ تم نے بیعت کی ہے؟ تو حضرت شاہزادہ صاحب نے جواباً فرمایا:-

''ہاں میں نے بیعت کی ہے مگر نہ تقلیداً اندھا دھند بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ اس کی اتباع اختیار کی ہے۔ میں نے دنیا بھر میں اس کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔ مجھے اس سے الگ ہونے سے اس کی راہ میں جان دے دینا بہتر ہے''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 585-584 جدید ایڈیشن)

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف رؤسائے افغانستان میں سے تھے مگر آپ نے حضرت اقدس کی خاطر اپنی جان و مال اور عزت کی بھی پرواہ نہ کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

''میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۱۰)

محبت و اطاعت میں خاتمہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک مخلص اور عاشق صادق کا خط آیا جس میں اس نے آپ سے انتہائی درجہ کے اخلاص و محبت کا اظہار کیا۔ اس خط کے متن کا ایک حصہ پیش ہے:-

''......حضور عالی! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں۔ خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۲، صفحہ ۲۴۰ حاشیہ)

یہ وہ ہستیاں تھیں جو آج ہم میں موجود نہیں مگر ان کے نمونے ہمارے پاس ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی ان کی خو بو میں رنگین ہو کر ایسی جماعت بن سکتے ہیں کہ جن کی نسبت مسیح دوراں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار''۔ یہ وہ جذبہ عشق و فدائیت ہے جو فی زمانہ ہمیں اپنے امام کے حضور پیش کرنا چاہئے اور خلافت سے ایسا زندہ تعلق قائم کرنا چاہئے کہ اُدھر سے کوئی حکم ہو اور ادھر دیوانہ وار اس کی تعمیل۔ یہ وہ طریق ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم دین و دنیا میں کامیاب ہو سکیں گے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے چند عشق و فدائیت کے واقعات ملاحظہ کیجیے۔

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق اپنے حبیب کے ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاتے تھے کہ کھانے، پینے تک کا خیال نہ رہتا تھا۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب اپنے والد گرامی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ اور حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ کی ملاقاتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ اولین صحابہ میں سے تھے اور والد صاحب کے یکرنگ دوست تھے۔ بعض دفعہ ملاقات کے لئے کپورتھلہ آجاتے اور پھر دونوں بیٹھ کر ذکر حبیب میں محو ہو جاتے اور ایک دوسرے کو حالات سناتے اور سنتے۔ پرانی باتیں تازہ کرتے اور اس ذکر و گفتگو میں ایسے محو ہو جاتے کہ نہ کھانے کے وقت کا خیال رہتا نہ کسی اور بات کا۔ کبھی آبدیدہ ہو جاتے کبھی زار و قطار روتے اور کبھی بعض باتوں کو یاد کر کے ہنستے اور خوش ہوتے۔ یہ عجیب پر کیف نظارہ ہوتا''۔

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۸ / اکتوبر ۱۹۵۷ء)

اخلاص کا شاندار نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۲؍اگست ۱۹۴۱ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں بعض عاشقان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر کیا۔ چنانچہ آپ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کی محبت کا احوال یوں بیان فرماتے ہیں:-

''مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچہ نے بتایا کہ دروازے پر ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا

''میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں
کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا
کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں
ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے
سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور
میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا
ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ
تعمیل کے لیے تیار''۔

Punjab Sweets & Restaurant
ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال
اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز
Munawar Ahmad (Babbi)
Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

ہے۔ میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحبؓ مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جارہا ہے۔ میں کچھ حیران سا رہ گیا کہ یہ رو کیوں رہے ہیں؟ مگر مَیں خاموش کھڑا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان سے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اس طرح وہ کئی منٹ تک روتے رہے۔......

جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں؟ وہ کہنے لگے۔ میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی میں قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ پیدل ہی طے کرتا تھا تا کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں، مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہوجاتا۔ یہاں آکر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کررہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہوگئی (اس وقت ان کی تنخواہ شائد بیس پچیس روپے تک پہنچ گئی تھی) اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنا شروع کردی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اُس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈوں کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہوگئی تو وہ رقم دے کر مَیں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کردی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہوگئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اسی طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا اور میرا منشاء یہ تھا کہ مَیں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کروں گا۔ مگر جب میرے دل کی آرزو پوری ہوگئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہوگئے تو ___ یہانتک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقت کی حالت طاری ہوگئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرہ کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہوگئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے، قربانیاں بھی کرتا ہے، مہینہ میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے، سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے، ایک معمولی تنخواہ ہوتے ہوئے جبکہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے، اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی، کیا کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلیں ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کرسکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اُس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کردیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا ہے۔ (الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

جذبہ عشق کی پرواز

صالح کراماتی اور عاشق صادق بزرگ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے جذبہ عشق کا حال ان کی زبانی سنیے۔ فرماتے ہیں:-

"۱۹۰۴ء میں جب کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سیالکوٹ تشریف لائے تو ہم ضلع گجرات کے کچھ دوست بھی حضور اقدس کی زیارت کے لئے سیالکوٹ پہنچے۔ دوسرے دن حضور اقدس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ حضور میر حسام الدین صاحب کی مسجد کے ملحقہ مکان میں قیام فرماہیں اور بعض زائرین کی خاطر حضور مسجد کے برآمدہ کی چھت پر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضور کے آنے سے پیشتر ہی باہر کے علاقوں کے زائرین مسجد میں پہنچ گئے اور ہم بھی کبوترانوالی مسجد سے وہاں پہنچے۔ مگر اس وقت منتظمین نے لوگوں کے زیادہ اژدحام کی وجہ سے مسجد کا دروازہ اندر سے بند کرلیا تھا۔ ہم نے جس وقت دروازے کو اندر سے بند پایا تو بہت پریشان ہوئے اور برآمدہ کی پچھلی دیوار جو کوچہ میں جنوب کی طرف تھی وہاں چلے گئے مگر اس طرف سے دیوار بہت اونچی تھی۔ میرے ساتھ اس وقت چوہدری عبداللہ خاں صاحب بہلولپوری بھی تھے۔ ہم نے سوچا کہ اب کیا کیا جائے۔ چوہدری صاحب نے کہا اس طرف سے چڑھنا تو سیڑھی کے بغیر مشکل ہے۔ میں نے کہا ہم مسافروں کے پاس سیڑھی کہاں اب تو جذبۂ عشق کی پرواز ہی کام دے سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی لوئی چوہدری عبداللہ خان صاحب کو پکڑائی اور خود چند قدم پیچھے ہٹ کر زور سے اس دیوار پر جست کی تو میرا ہاتھ اس کی منڈیر پر جا پہنچا اور میں اوپر چڑھ گیا۔ چوہدری صاحب نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگے آپ نے تو جذبۂ عشق سے کام لے لیا ہے مگر میں کیا کروں۔ میں نے کہا میں آپ کی طرف کپڑا لٹکاتا ہوں، آپ اس کا سرا پکڑلیں میں آپ کو اوپر کھینچ لوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے انہیں بھی اوپر کھینچ لیا اور ہم دونوں اوپر آگئے۔ میں نے اندر جاتے ہی جہاں حضور اقدسؑ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمانی تھی وہاں اپنی لوئی بچھادی تا کہ وہ جگہ بھی نرم ہوجائے اور میری لوئی بھی حضور کے پائے مبارک کے طفیل متبرک ہوجائے۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے اور میری لوئی پر کھڑے ہوکر حضور نے تقریر فرمائی۔ الحمدللہ علی ذالک"۔

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ47,48)

اپنے اندر عشق پیدا کرو

آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اقتباس پیش ہے جس میں آپ نے اپنی جماعت کو عشق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے نقشِ قدم پر جماعت کے دوستوں کو چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کہنے والے کہیں گے کہ یہ شرک کی تعلیم دی جاتی ہے، یہ جنون کی تعلیم دی جاتی ہے، یہ پاگل پن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پاگل وہی ہے جس نے اس راستہ کو نہیں پایا اور اس شخص سے عقلمند کوئی نہیں جس نے عشق کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کو پالیا اور جس نے محبت میں محو ہو کر اپنے آپ کو ان کے ساتھ وابستہ کرلیا۔ اب اُسے خدا سے اور خدا کو اس سے کوئی چیز جدا نہیں کرسکتی کیونکہ عشق کی گرمی دونوں کو آپس میں اس طرح ملا دیتی ہے جس طرح ویلڈنگ کیا جاتا ہے اور دو چیزوں کو جوڑ کر آپس میں بالکل پیوست کردیا جاتا ہے مگر وہ جسے محض فلسفیانہ ایمان حاصل ہوتا ہے کہ ذرا گرمی لگے تو ٹوٹ جاتا ہے مگر جب ویلڈنگ ہوجاتا ہے تو وہ ایسا ہی ہوجاتا ہے جیسے کسی چیز کا جز ہو۔ پس اپنے اندر عشق پیدا کرو اور وہ راہ اختیار کرو جو اِن لوگوں نے کی"۔ (الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی حضور انور
ازصفحہ: 13

ملاقاتوں میں میں نے پوچھا ہے اکثریت ایسی ہوتی ہے جن سے جب پوچھو گے۔ نمازیں باقاعدہ پڑھ رہے ہو۔ کیونکہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انسان کو خود بھی دعائیں کرنا چاہئیں۔ تو مسجد کی آبادی تو ایک طرف رہی بعض لوگ گھروں میں بھی نمازیں نہیں پڑھتے۔ کوئی دو نمازیں پڑھ رہا ہے کوئی تین پڑھ رہا ہے، کوئی چار پڑھ رہا ہے۔ تو یہ سب برکات اُسی وقت حاصل ہوں گی جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ نمازوں کی پابندی کرنے والے ہوں گے۔ اور پھر باجماعت نماز ادا کرنے والے ہوں گے اور پھر ان مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں گے تو آپ کی بھی دعائیں قبول ہوں گی۔ اور آپ کے حق میں خلیفۂ وقت کی بھی دعا قبول ہوں گی اور جماعت کے حق میں بھی۔ ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ نہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ جتنی مرضی کہتے رہیں کہ ہمارا خلافت پہ ایمان ہے۔ نظمیں بھی پڑھتے رہیں اور ترانے بھی گاتے رہیں۔ لیکن ایمان، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُسی وقت قائم ہوگا جب تم میری عبادت کروگے اور جماعت کی حیثیت سے اپنے آپ کو اُسی وقت مضبوط کروگے اور خلیفہ وقت کا ہاتھ بھی اُسی وقت مضبوط کروگے۔ اپنی ضروریات کو بھی اس وقت پورا کرنے والے ہوگے جب نمازوں کو قائم کرنے والے ہوگے۔ تو اس بات کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ جس محنت سے آپ وقارِ عمل کر کے اور مالی قربانیاں دے کر اس مسجد کی تعمیر کی ہے۔ اُسی محنت سے بلکہ اس سے بڑھ کر اس مسجد کو آباد بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطاب کے بعد حضور انور نے تمام احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس کے بعد کیل (Keil) ریجن SCHLESWIG اور ریجن MECKLEN کے ان احباب نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں وقارِ عمل کے ذریعہ حصہ لیا تھا۔ ان دونوں ریجنز کی جماعتوں کی صدران نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر تمام احباب اور مہمانوں کی خدمت میں شرینی تقسیم کی گئی۔ ریفریشمنٹ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

مسجد کے افتتاحی پروگرام کی تکمیل کے بعد سوا سات بجے حضور انور کیل (Keil) سے بیت الرشید (ہمبرگ) کے لئے روانہ ہوئے اور آٹھ بجے شام بیت الرشید پہنچے۔ جہاں پونے نو بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ ❁❁❁

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment.

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

KMAS TRAVEL

پاکستان اور دنیا بھر کی سو فیصد OK ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ عید اور دسمبر کی بکنگ جاری ہے۔ اپنی نشست ابھی سے بک کروالیں۔ اور ٹکٹ گھر بیٹھے حاصل کریں۔ نیز حج اور عمرہ کی سعادت کے لئے بھی رابطہ کریں

ہماری ترقی کا راز — آپ کا پرخلوص تعاون

KMAS TRAVEL

Saalbau Str 27, 64283 Darmstadt (GERMANY)

Phone: 06151-8700646 - Mob: 01705534658- Fax: 06151-8700647

خطبہ جمعہ

برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے

(اطاعت نظام اور وحدت کے متعلق قرآن مجید ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۷ راگست ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۷ رظہور ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام ''بیت الرشید''، ہمبرگ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْ ءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾۔ (سورة النساء آیت:60)

اس کا ترجمہ ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی، اور اگر تم کسی معاملے میں اُوْلُو الْاَمْر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر فی الحقیقت تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریقہ ہے اور اپنے انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہو گی جب رسول کی اطاعت ہو گی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہو گی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہو گے جب اطاعت گزار بھی ہو گے۔ اور جب تم اپنی اطاعت کے معیار بلند کر لو گے تو فرمایا تم ہماری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔ تو اس طرح اور بھی بہت سے احکام ہیں جو مومنوں کو اطاعت کے سلسلہ میں دیئے گئے ہیں۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی خدا تعالیٰ نے اطاعت کے مضمون کو ہی بیان فرمایا ہے، یہ فرمانے کے بعد کہ اے مومنو! اے وہ لوگو! جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم اللہ پر بھی ایمان لائے اور اس کے رسول پر بھی ایمان لائے ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی پیروی کرو۔ اور پھر ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے جو عہدیدار ہیں، تمہارے جو امیر ہیں تمہارا جو بنایا ہوا نظام ہے، جو نظام تمہیں دیا گیا ہے اس کی بھی اطاعت کرو۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کی طرف معاملہ لوٹانے کا حکم ہے۔ یعنی یہ کہ اگر اختلاف ہو تو قرآن اور حدیث کی طرف جاؤ۔ وہاں سے دیکھو کہ کیا حکم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اختلاف کی صورت میں ہر کوئی، جس کو علم نہ بھی ہو اپنے مطابق خود ہی تشریح و تفسیر کرنے لگ جائے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہی ہے کہ جب آپس میں لوگوں کے اختلاف ہو جاتے ہیں تو کیونکہ تمام معاملات، ہدایات اور احکامات کی تشریح اور تفسیر کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا، بعض ایسے احکامات ہیں جو تفسیر طلب ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اس کا علم نہیں ہوتا اس لئے قرآن وحدیث کے حوالے لینے کے لئے جو اس کا علم رکھنے والے ہیں ان سے بھی پوچھنا پڑے گا، ان کی طرف بھی جانا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ظلمت کے زمانے میں بھی جو ہزار سال تاریکی کا دور گزرا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ مفسرین اور مجددین پیدا فرماتا رہا جو دین کا علم رکھتے تھے اور وہ اپنے اپنے علاقے میں رہنمائی فرماتے رہے۔ لیکن اس زمانے میں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے حَکَمْ اور عَدَلْ بنا کر بھیجا ہے اس دور میں تو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا صحیح فہم اور ادراک صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ہے۔ اب آپؑ جو بھی تفسیر و تشریح کسی بھی حکم کی فرمائیں گے وہی صحیح تفسیر و تشریح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست آپؑ کو سکھایا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے زمانے میں پیدا فرمایا اور بہت سے ہمارے مسائل حل کر دیئے جن کے لئے پہلے لوگ لڑتے رہے۔ اور ﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے آسانی پیدا فرما دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان معارف اور ان مسائل کو سمجھنے کا بے انتہا خزانہ ہمیں عطا فرما دیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق ایک ایسا نظام بھی ہم میں جاری فرما دیا کہ ہر مسئلے کے حل کے لئے، ہمیں اللہ اور رسول کے حکموں کو سمجھنے کے لئے آسانیاں پیدا ہو گئیں۔ پس ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پر اور یوم آخرت پر ایمان میں اور بھی مضبوط کر دیا۔ اور اس طرح ہمارے معاملات کے انجام کو بھی بہتر کر دیا اور ہمیں بھی اپنے اس حَکَمْ اور عَدَلْ کی پیروی کرنے پر بہتر انجام کی خبر دے دی۔ پس ہم سب پر فرض بنتا ہے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کے اس جاری نظام کی بھی مکمل اطاعت کریں اور اپنی اطاعت کے معیاروں کو بلند کرتے چلے جائیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں اور صبر بھی دکھانا پڑتا ہے۔ پھر دنیاوی لحاظ سے بھی جو حاکم ہے اس کی دنیاوی معاملات میں اطاعت ضروری ہے۔ کسی بھی حکومت نے اپنے معاملات چلانے کے لئے جو ملکی قانون بنائے ہوئے ہیں ان کی پابندی ضروری ہے۔ آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں یہاں کے قوانین کی پابندی ضروری ہے بشرطیکہ قوانین مذہب سے کھیلنے والے نہ ہوں، اس سے براہ راست ٹکر لینے والے نہ ہوں جیسا کہ پاکستان میں ہے۔ احمدیوں کے لئے بعض قوانین بنے ہوئے ہیں تو صرف اُن قوانین کی وہاں بھی پابندی ضروری ہے جو حکومت نے اپنا نظام چلانے کے لئے بنائے ہیں۔ جو مذہب کا معاملہ ہے وہ دل کا معاملہ ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ قانون آپ کو کہے کہ نماز نہ پڑھو اور آپ نماز ہی پڑھنا چھوڑ دیں۔ تو بہرحال جو بھی نظام ہو، دنیاوی حکومتی نظام ہو یا جماعتی نظام یا مذہبی نظام اُن کی اطاعت ضروری ہے۔ سوائے جو قانون، جیسا کہ میں نے کہا، براہ راست اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے ٹکراتے ہوں۔ تو دینی لحاظ سے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا دوسرے مسلمانوں کو فکر ہو تو ہو احمدی مسلمان کو کوئی فکر نہیں کیونکہ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا بندھن جوڑ کر اپنے آپ کو اس فکر سے آزاد کر لیا ہے کہ کیا ہم خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور جن امور کی وضاحت ضروری تھی کہ کون کون سے امور شریعت میں وضاحت طلب ہیں ان کی بھی ہمیں حضرت مسیح موعودؑ سے وضاحت مل گئی کیونکہ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لائن بتا دی، تمام امور کی وضاحت کر دی کہ اس طرح اعمال بجا لاؤ تو یہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اختلافی معاملات کے حل کے لئے جب لوگ علماء، مفسرین یا فقہاء سے رجوع کرتے رہے تو ہر ایک نے اپنے علم، عقل اور ذوق کے مطابق ان امور کی تشریح کی۔ اپنے اپنے زمانے میں ہر ایک نے اپنے اپنے حلقے میں اپنی طرف سے نیک نیتی سے یہ تمام امور بتائے۔ مگر آہستہ آہستہ جن امور میں مفسرین اور فقہاء کا اختلاف تھا ان کے اپنے اپنے گروہ بنتے گئے اور یوں فرقہ بندی ہو کر مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہے اور لڑائی جھگڑے بھی ہوتے رہے اور اس تفرقہ بازی نے مسلمانوں کو پھاڑ دیا۔ لیکن اب اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہدایت پا کر ہمارے لئے صحیح اور غلط کی تعیین کر دی ہے۔ پس احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کریں تبھی وہ جماعت کی برکات سے فیضیاب ہو سکتے ہیں اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں اور صبر بھی دکھانا پڑتا ہے۔ کسی کے ایمان کے اعلیٰ معیار کا تو تبھی پتہ چلتا ہے جب اس پر کوئی امتحان کا وقت آئے اور وہ صبر دکھاتے ہوئے اور قربانی کرتے ہوئے اس میں سے گزر جائے۔ اس کی انا اس کے راستے میں روک نہ بنے۔ اس کا مالی نقصان اس کے راستے میں روک نہ بنے۔ اس کی اولاد اس کے اطاعت کے جذبے کو کم کرنے والی نہ ہو۔ جب یہ معیار حاصل کر لو گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ انفرادی طور پر تمہارے ایمانوں میں ترقی ہو گی اور جماعتی طور پر بھی مضبوط ہوتے چلے جاؤ گے۔ بعض لوگ ذاتی جھگڑوں میں نظام جماعت کے فیصلوں کا پاس نہیں کرتے یا ان فیصلوں پر عملدرآمد کے طریقوں سے اختلاف کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَاَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ (الانفال:47) یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے۔ اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمیں بتا دیا کہ یاد رکھو تمہارے ایک ہونے کے لئے، تمہیں اکٹھے باندھ کر رکھنے کے لئے بنیادی چیز اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ اس لئے اس پر قائم رہو، آپس میں نہ جھگڑو۔ اور یہ حکم بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے حکموں میں سے ایک ہے کہ مسلمان آپس میں لڑیں نہیں۔ لیکن آجکل دیکھ لیں کیا ہو رہا ہے۔ ایک فرقے نے دوسرے فرقے کا گریبان پکڑا ہوا ہے۔ ایک تنظیم دوسری تنظیم کے خلاف گالم گلوچ کر رہی ہے۔ تو پیشگوئی فرما دی تھی کہ اس طرح کرنے سے تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ چنانچہ آجکل دیکھ لیں اس کے عین مطابق نتیجہ نکل رہا ہے۔ باوجود مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد ہونے کے اور بے تحاشہ تیل کا پیسہ ہونے کے رعب کوئی نہیں دوسرے اپنی مرضی کے مطابق ان ممالک کو بھی چلاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے بارے میں بے صبری کا مظاہرہ نہ کرتے اور بدظنی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔ بہرحال ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا، ہمارا کام ہے کہ یہ نمونہ اپنے سامنے رکھیں اور جو اللہ اور اس کے رسول نے احکامات دیئے ہیں اور اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہمیں بتایا ہے اس کی مکمل اطاعت کریں، ان کے مطابق عمل کریں۔ آپس میں محبت پیار سے رہیں، لڑائی جھگڑے نہ کریں۔ جو معاملات بھی اٹھتے ہیں ان پر صبر کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت میں شامل رہنے کی وجہ سے جو رعب خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ ورنہ انفرادی طور پر تو کسی کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا۔ یہ وعدہ دیا ہوا ہے کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ۔ کہ آپ کے رعب کے قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ خود ہی مدد کے سامان پیدا فرماتا رہے گا، خود ہی مدد کرے گا۔ پس جو لوگ جماعت میں شامل رہیں گے، جماعت کے نظام کی اطاعت کریں گے ان کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چمٹے رہنے کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ رعب قائم رہے گا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت میں ہی برکت ہے اور اطاعت میں ہی کامیابی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُوْلُوا الْاَمْر سے نہیں جھگڑیں گے۔ اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

تو پہلی بات تو یہی کہ جب بیعت کر لی تو پھر جو کچھ بھی احکام ہوں گے تو ہم کامل اطاعت کریں گے۔ یہ نہیں کہ جب ہماری مرضی کے فیصلے ہو رہے ہوں تو ہم مانیں گے، ہمارے جیسا اطاعت گزار کوئی نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی فیصلہ ہماری مرضی کے خلاف ہو گیا ہے جس سے ہم پر تنگی وارد ہوئی تو اطاعت سے باہر نکل جائیں، نظام جماعت کے خلاف بولنا شروع کر دیں۔ نہیں، بلکہ جو بھی صورت ہو فرمایا کہ تنگی ہو یا آسانی ہو ہم نظام جماعت کے فیصلوں کی مکمل اطاعت کریں گے اور نظام سے ہی چمٹے رہیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی طاعت درمعروف پر ہی بیعت لی ہے اور اب تک یہ سلسلہ شرائط میں بیعت کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس لئے یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ عہد بیعت تھا اب نہیں، یا اب اگر اس کو توڑیں گے تو گناہ کوئی نہیں ہو گا یہ خیال ذہن سے نکال دیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی یہ سلسلہ قائم ہوا ہے اور اس لئے یہ اسی کا تسلسل ہے۔ اور پھر ویسے بھی ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

تو یہ وہی سلسلہ چل رہا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ چاہے خوشی پہنچے یا غم پہنچے جو بھی امیر ہے اس سے جھگڑنا نہیں۔ اس کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہے اور اگلی بات یہ کہ حق پر قائم رہیں گے۔ اس کا کوئی یہ مطلب نہ لے لے کہ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہم حق پر ہیں اس لئے ہم یہ فیصلہ نہیں مانتے۔ بلکہ فرمایا تمہیں ہمیشہ اس بات کا خیال رہے کہ تم نے سچی بات کہنی ہے۔ دنیا کی کوئی سختی کوئی دباؤ، کوئی لالچ تمہیں حق اور سچ کہنے سے نہ روکے۔ اور پھر یہ بھی کہ جب تمہارا کوئی معاملہ آئے تم نے سچی بات کہنی ہے، سچی گواہی دینی ہے اور جھوٹ بول کر نظام سے یا دوسرے فریق سے جھگڑنے کی کوشش نہیں کرنی۔ اور نہ کبھی یہ خیال آئے کہ ہم نے اگر نظام کی بات مان لی، اپنے بھائی بندوں سے صلح وصفائی کر لی، سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کر لیا تو دنیا کیا کہے گی۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے۔ اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے نظام کے جو احکامات وقواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے۔ اور اس کے بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن وتحذیر الدعاۃ الی الکفر)

بعض لوگ لوگوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ نظام نے یہ فیصلہ کیا فلاں کے حق میں اور میرے خلاف۔ لیکن میں نے صبر کیا لیکن فیصلہ بہرحال غلط تھا۔ میں نے مان تو لیا لیکن فیصلہ غلط تھا۔ تو اس طرح لوگوں میں بیٹھ کر گھما پھرا کر یہ باتیں کرنا بھی صبر نہیں ہے صبر یہ ہے کہ خاموش ہو جاتے اور اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے آگے کرتے۔ ہو سکتا ہے جہاں بیٹھ کر باتیں کی گئی ہوں وہاں ایسی طبیعت کے مالک لوگ بیٹھے ہوں جو یہ باتیں آگے لوگوں میں پھیلا کر بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس طرح نظام کے بارے میں غلط تأثر پیدا ہو اور اس سے بعض دفعہ فتنے کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جو لوگ اس فتنے میں ملوث ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ پھر وہ جاہلیت کی موت مرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”کیا اطاعت ایک سہل امر ہے جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے، اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 411 جدید ایڈیشن)

لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اطاعت گزار ہیں سلسلے کا ہر حکم سر آنکھوں پر۔ لیکن جب موقع آئے، جب اپنی ذات کے حقوق چھوڑنے پڑیں، تب پتہ لگتا ہے کہ اطاعت ہے یا نہیں ہے۔ اس لئے آپؑ نے فرمایا کہ اطاعت اتنا آسان کام نہیں ہے۔ ہر حکم کو بجا لانا اور ہر معاملے میں اطاعت اصل مقصد ہے اور فرمایا کہ جو مکمل طور پر حکم کی اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ اللہ کے حقوق ادا نہ کر کے بھی بدنامی کا باعث بنتے ہو اور بندوں کے حقوق ادا نہ کر کے بھی بدنامی کا باعث بنتے ہو اور جس طرح جنت میں جانے کے کئی دروازے ہیں نیکیاں کر کے جنت میں داخل ہوتے ہو اسی طرح دوزخ کے بھی کئی دروازے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ پوری اطاعت نہ کر کے کوئی دروازہ کھلا رکھو اور دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اس لئے کامل وفا کے ساتھ اطاعت گزار بندے بنے رہو اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے اس کا فضل ہو تو انسان ان باتوں سے بچ سکتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”اطاعت پوری ہو تو ہدایت پوری ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو خوب

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611   Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

سن لینا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے توفیق طلب کرنی چاہئے کہ ہم سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 284 جدید ایڈیشن)

تو فرمایا کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں اس کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ پوری طرح ایمان لایا اور ہدایت پائی جس میں اطاعت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہو، ایک ذرہ بھی وہ اطاعت سے باہر نہ ہو۔ اور فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے اس لئے اس سے توفیق طلب کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر ایسی حرکت سے بچائے جس سے ہماری اطاعت پر کوئی حرف آتا ہو۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہیں جس نے ہمیں انتہائی باریکی میں جا کر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے ہم اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار کہلا سکیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: "اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی بدعملیوں کے سبب آتی ہے ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو"۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 246 زیر آیت سورۃ النساء: 60)

فرمایا کہ چاہے حاکم ہو یا امیر ہو یا کوئی عہدیدار ہو کوئی افسر ہو اگر تم پاک ہو اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہو اور دعائیں کرتے ہو پھر یا تو اللہ تعالیٰ اس حاکم یا افسر کو، اس عہدیدار یا اس امیر کو بدل دے گا یا پھر نیک کر دے گا اس کی طبیعت میں تبدیلی پیدا کر دے گا۔ فرمایا کہ بعض اوقات ابتلاء جو آتے ہیں وہ اپنی بدعملیوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اپنی ہی کوئی ایسی حرکتیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ابتلاء میں ڈال دیتا ہے۔ اس لئے خود بھی استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اللہ اور رسول دونوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

(ترمذی کتاب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک ہزار سال کے تاریک زمانے کا دور گزر گیا جس میں عملاً مسلمان اکثریت دین کو بھلا بیٹھی تھی پھر اپنے وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ایک جماعت قائم فرمائی جس نے دنیا کی رہنمائی کا کام اپنے سپرد لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو لوگ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہوگئے وہ گمراہی اور ضلالت پھیلانے کے لئے تو اکٹھے نہیں ہوئے بلکہ دنیا کو خدائے واحد کی پہچان کروانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ بھی یعنی جماعت کے اندر بھی وہی رہ سکتے ہیں جو کامل وفا اور اطاعت کے نمونے دکھانے والے بھی ہوں۔ اور جب ایسے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بھی ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس ہر ایک جو وفا اور اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم نہیں کرتا وہ خود اپنا نقصان کر رہا ہے۔

اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے۔ اس لئے اگر کبھی کسی کے خلاف غلط فیصلہ ہو جاتا ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے، بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہر ایک کی اپنی سمجھ ہے۔ قضاء نے اگر کوئی فیصلہ کیا ہے اور ایک فریق کے مطابق وہ صحیح نہیں ہے پھر بھی اس پر عمل درآمد کروانا چاہئے اور دعا کریں کہ قاضیوں کو اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کی توفیق دے۔ قاضیوں کو بھی غلطی لگ سکتی ہے لیکن ہر حالت میں اطاعت مقدم ہے۔ بعض لوگ اتنے جذباتی ہوتے ہیں کہ بعض فیصلوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسوب ہونے سے ہی انکاری ہو جاتے ہیں۔ تو یہ بدنصیبی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ، اپنے آپ کو آگ میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کے چند سکّوں کے عوض اپنا ایمان ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ جماعت میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی شامل ہوتے ہیں کسی عہدیدار کی جماعت میں تو شامل نہیں ہوئے کہ اس کی غلطی کی وجہ سے اپنا ایمان ہی ختم کر لیں۔ بہر حال عہدیداروں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور کسی کمزور ایمان والے کے لئے ٹھوکر کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ عہدیدار بھی پوچھے جائیں گے کہ اگر صحیح طرح سے وہ اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے۔ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ حدیث میں تو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے جن کے سپرد کام ہوں اور وہ پوری ذمہ داری سے کام نہیں کر رہے ان کے لئے جنت حرام کر دیتا ہے۔ تو عہدیداران کے لئے تو یہ بہت بڑا انذار ہے تو جب خدا تعالیٰ خود ہی حساب لے رہا ہے تو پھر متاثرہ فریق کو کیا فکر ہے۔ آپ نیکی پر قائم رہیں تو دنیاوی نقصان بھی خدا تعالیٰ پورا فرما دے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہے اور اپنے ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکریوں کو بآسانی شکار کر لیتا ہے اسی طرح شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ اگر جماعت بن کر نہ رہیں یہ ان کو الگ الگ نہایت آسانی سے شکار کر لیتا ہے۔ فرمایا اے لوگو! پگڈنڈیوں پر مت چلنا بلکہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔ تو یہاں فرمایا کہ شیطان سے بچ کر رہنے کا ایک ہی طریق ہے کہ جماعت سے وابستہ ہو جاؤ اور اس زمانے میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی ہے جو الٰہی جماعت ہے جو دنیا میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اور اگر کوئی اور جماعت، جماعت کہلاتی بھی ہے تو ان کے اور بھی بہت سارے سیاسی مقاصد ہیں۔ پس اس عافیت کے حصار کے اندر آ گئے ہیں تو پھر اس کے اندر مضبوطی سے قائم رہیں اور اطاعت کرتے رہیں۔ ورنہ جیسا کہ فرمایا کہ بھیڑیئے ایک ایک کر کے سب کو کھا جائیں گے اور کھا بھی رہے ہیں۔ ہمارے سامنے روز نظارے نظر آ رہے ہیں۔ یہاں ایک اور مسئلہ بھی حل ہو رہا ہے کہ جماعت میں شامل لوگ ہی عامۃ المسلمین ہیں یعنی تعداد کے لحاظ سے زیادتی عامۃ المسلمین نہیں کہلاتی۔ پس آپ ہی وہ خوش قسمت ہیں جو جماعت میں شامل ہیں اور عامۃ المسلمین کہلانے کے مستحق ہیں تو اس لئے اپنے آپ کو بھی اگر بچانا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تو مکمل صبر و وفا سے اطاعت گزار رہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو اسے جماعت سے چمٹے رہنا چاہئے اس لئے کہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب دو ہو جائیں تو وہ دُور ہو جاتا ہے یعنی شیطان پھر چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلوں میں پھاڑ پیدا کیا جائے۔ پس جماعت میں ہی برکت ہے اور نظام جماعت کی اطاعت میں ہی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس ضمن میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ شیطان کیونکہ ہر وقت اس فکر میں ہوتا ہے کہ کسی طرح دلوں میں کدورتیں پیدا کرے، دوریاں پیدا کرے، رنجشیں پیدا کرے۔ اس لئے بعض دفعہ اچھے بھلے سوچ سمجھ رکھنے والے شخص کو بھی غلط راستے پر چلا رہا ہوتا ہے۔ اس کو بھی پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ کب شیطان کے پنجے میں آ گیا۔

یہاں جرمنی میں 100 مساجد کی تعمیر کا معاملہ ہے۔ کچھ کو شکوہ ہے کہ بعض بڑی بڑی عمارات خریدی گئی ہیں اگر وہ نہ خریدی جاتیں تو اور چھوٹی چھوٹی کئی مساجد بن سکتی تھیں۔ پھر یہ کہ جو بنی بنائی عمارات خریدی گئی ہیں وہ 100 مساجد کے زمرے میں نہیں ہیں۔ بعض لوگ خط لکھتے رہتے ہیں کہ ہم آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں یہاں یوں ہو رہا ہے اور یوں ہو رہا ہے۔ ایک تو ان سب لکھنے والوں کی اطلاع کے لئے مَیں بتا دوں کہ گزشتہ سال یا اس سے بہت پہلے میں اس کا جائزہ لے چکا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ کون کون سی عمارات خریدی گئی ہیں اور کن کو 100 مساجد کے زمرے میں شامل کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔

پھر ایک دفعہ خط لکھ دیا تو ٹھیک ہے۔ آپ نے یہ صحیح سمجھا اس کا حق ادا کر دیا، مجھ تک پہنچا دیا۔ دوبارہ دوبارہ لکھنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہ تو پھر ضد بن جاتی ہے۔ مجھے خط لکھ دیا میں نے آپ کو ایک عمومی سا جواب دے دیا۔ خط آپ کو پہنچ گیا، جزاک اللہ۔ یہی کافی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر ایک کو تفصیل بتائی جائے کیونکہ یہ جو بار بار زور دے کر لکھنا ہے۔ جس میں بعض اوقات عہدیدار بھی شامل ہوتے ہیں، یہ غلط ہے۔

جب میں نے خرید کردہ عمارات کو بھی 100 مساجد کے زمرے میں شامل کر لیا ہے تو پھر آپ لوگ اور مزید کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ اس پیسے سے خریدی گئی ہیں، وہ مساجد میں شمار ہیں۔ پھر خط لکھتے وقت جو متعلقہ عہدیداران ہیں ان کے متعلق بڑے سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ مساجد کی خرید کی انتظامیہ کے بارے میں بھی سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، یہ طریق غلط ہے۔ یہ بھی ایک طرح سے اطاعت سے باہر نکلنے والی بات ہے، بے صبری کا مظاہرہ ہے۔ اس لئے اس سے بچیں۔ آپ لوگوں کا کام ہے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

کہ 100 مساجد بنانے کا جومنصوبہ دیا گیا ہے اس پر لگے رہیں، اس پر عمل کریں۔ دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اب کام میں کچھ تیزی بھی پیدا ہوئی ہے۔ انشاء اللہ یہ مساجد مکمل بھی ہو جائیں گی اور جب بننا شروع ہوگئی ہیں تو دیکھا دیکھی رفتار میں بھی تیزی آرہی ہے۔ بہتوں کو بڑی تیزی سے خیال آرہا ہے کہ ہمیں اپنے علاقے میں مسجد بنانی چاہئے اور کوشش بھی کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید برکت ڈالے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض کام چاہے وہ نیکی اور خدمت خلق کے کام ہی ہوں اگر نظام جماعت سے ٹکر لے کر کئے جارہے ہیں تو نظام جماعت اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کرتا۔ نہ ہی خلیفہ وقت سے یہ امید رکھنی چاہئے کہ وہ نظام سے ہٹ کر چلنے والے کاموں پر خوشنودی کا اظہار کرے گا۔ نظام کی حفاظت تو خلیفہ کا سب سے پہلا فرض ہے۔ کیونکہ دو متوازی نظام چلا کر تو کامیابیاں نہیں ہوا کرتیں۔ مثلاً بعض شرائط پوری کئے بغیر یہاں اس ملک میں عام طور پر ہومیو پیتھی کی پریکٹس کی اجازت نہیں ہے اس لئے جماعت بحیثیت جماعت اس کام میں ہاتھ نہیں ڈال رہی۔ اور اگر کوئی یہ کام کرنا چاہتا ہے یا کررہا ہے اور خدمت خلق کے جذبے سے کررہا ہے تو کرے۔ لیکن جماعت اس میں کبھی ملوث نہیں ہوگی۔ اگر کسی کے خدمت خلق کے کام پر مَیں اس کو تعریفی خط لکھ دیتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو کوئی جماعتی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور وہ امیر جماعت کو بھی پس پشت ڈال دے اور اس سے بھی ٹکر لینی شروع کردے۔ مجھے یہاں فی الحال نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، جو ہیں وہ خود سمجھتے ہیں اس لئے اپنی اصلاح کرلیں۔

دوسرے ہیومینیٹی فرسٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ اور اس کی مرکزی انتظامیہ لندن میں ہے۔ لندن سے باقاعدہ مینیج(Manage) کیا جاتا ہے۔ افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی ادارہ ہے مختلف ممالک نے اس میں بہت کام کیا ہے۔ جرمنی کے علاوہ۔ جرمنی میں یہ اس طرح فعّال نہیں ہے۔ فعّال اس لئے نہیں ہے کہ بعض معاملات میں انہوں نے زیادہ آزاد ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں یہاں امیر صاحب کو اس کا نگران اعلیٰ بناتا ہوں اور وہ اب اپنی نگرانی میں اس کو ری آرگنائز(Re-organize) کریں اور چیئرمین اور تین ممبران کمیٹی بنائیں اور پھر جس طرح باقی ممالک میں انسانیت کی خدمت کررہے ہیں یہ بھی کریں، لیکن مرکزی ہدایت کے مطابق۔ کیونکہ مرکزی رپورٹ کے مطابق بھی یہاں کی ہیومینیٹی فرسٹ کی انتظامیہ کا تعاون اچھا نہیں تھا۔ بار بار توجہ دلانے پر اب بہتری آئی ہے لیکن مکمل نہیں۔ تو یہ بھی اطاعت کی کمی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ وقت سے براہ راست رابطہ ہو جائے تو باقی نظام سے جو مرضی سلوک کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ غلط تأثر ہے۔ ذہنوں سے نکال دیں۔ اگر کوئی دقّت اور مشکل ہو کسی انتظام کو چلانے میں تو آپ خلیفۂ وقت کو بھی خط لکھ سکتے ہیں۔ لیکن بہر حال متعلقہ امیر کو اس کی کاپی جانی چاہئے۔ لیکن براہ راست کسی قسم کا خود قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو کامل فرمانبرداروں میں سے رکھے اور اطاعت کے معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ جب سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی‘‘ بغیر اس کے اطاعت نہیں ہوسکتی۔’’ اور ہوائے نفس ہی‘‘ یعنی نفس کی خواہشات ’’ ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں‘‘۔ یعنی یہ سب جو کمیاں اور تنزل ہیں یہی مسلمانوں میں گراوٹ پیدا ہونے کے اسباب ہیں اور اندرونی اختلافات اور تنازعات انہیں کی وجہ سے۔ ’’پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے‘‘ یہی راز ہے۔ ’’اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں صحابہؓ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام رائیں اور دانشوں کو ان کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا‘‘۔

پھر فرماتے ہیں: ’’ اگر ان میں یہ اطاعت تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی کافی دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کرتی رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا۔ .... آپؐ (پیغمبر خدا ﷺ) کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ایک ہی کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت رسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو، اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت واخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 246 تا248 زیر آیت سورۃ النساء:60)

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پہلوں سے ملنے کے لئے صحابہ کی طرح اطاعت کا نمونہ بھی دکھانا ہوگا۔ اور جیسا کہ پہلے بھی آپ سن آئے ہیں۔ اطاعت کے لئے صبر اور قربانی کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے اس لئے اپنے اندر یہ خصوصیات بھی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب اطاعت وفرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے ہوں۔

اب میں تمام کارکنان جنہوں نے جلسے کی ڈیوٹیاں دی تھیں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو خیال تھا کہ یہ سارے Live سن لیں گے۔ خطبہ شاید Live نہیں جارہا۔ عموماً تمام کارکنان نے اور تمام کارکنات نے مہمانوں کے ساتھ پیار اور محبت کا رویہ رکھا اور ان کی خوب خدمت کی ہے۔ انتظامات کے بارے میں بھی عموماً جن سے بھی میں نے پوچھا ہے لوگوں نے تعریف ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ یہ بھی ان کارکنان اور کارکنات کی فرمانبرداری اور اطاعت کا عملی نمونہ ہی تھا کہ جو ہدایات ان کو دی گئیں ان پر انہوں نے پوری طرح عملدرآمد کیا۔ اور یہی ایک جماعت کا حسن ہے جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو یہ نیکیاں بڑھاتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گزشتہ جلسے کی آخری تقریر میں مَیں نے جلسے کی حاضری خواتین کے پنڈال میں جب گیا ہوں وہاں بتائی تھی۔ اب امیر صاحب نے بتایا ہے کہ مختلف ممالک کے لوگوں کی وہاں حاضری نہیں بتائی گئی تھی۔ اس میں کل حاضری تو 28 ہزار تھی اور جن ملکوں نے حصہ لیا وہ جرمنی سمیت 30 ہیں۔ (میرا خیال ہے یہی بنتا ہے) جن ملکوں نے حصہ لیا 29 اور جن قوموں نے حصہ لیا وہ 30 تھے۔ شاید جرمنی کو انہوں نے شامل نہیں کیا۔ بہر حال 29 ملکوں کی نمائندگی تھی۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے اور سب کو جلسے کی برکات سے بھی فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک ہفتے کے بعد بھول نہ جائیں۔

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے
45ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

مشرقی انڈونیشیا کے تین بادشاہوں کی شرکت۔ ہمسایہ ممالک سے وفود کی آمد۔

10724 افراد کی جلسہ میں شمولیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

(رپورٹ: امر معروف عزیز۔ مبلغ سلسلہ انڈونیشیا)

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا 45واں جلسہ سالانہ مورخہ 11,10,9 جولائی 2004ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار احاطہ مسجد نصر کمانگ بوگر میں منعقد ہوا۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ملائشیا، جماعت سنگا پور اور جماعت ویتنام (Vietnam) کے نمائندگان اس جلسہ میں حاضر تھے۔ اس کے علاوہ مشرقی انڈونیشیا کے تین بادشاہ حاضر ہوئے اور مغربی جاوا یعنی بادشاہت چی ریبون (CI Rebon) کے سیکرٹری بطور نمائندہ حاضر تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال دس ہزار سات سو چوبیس (10724) افراد نے اس جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کا کام جلسہ سے تین ماہ قبل ہی مکرم SETYO SOEMITO صاحب افسر جلسہ سالانہ کی قیادت میں شروع ہو چکا تھا۔ مختلف شعبہ جات کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئیں اور دوسرے ممالک اور حکومت کے مختلف اداروں کے نمائندوں کو شمولیت کے دعوت نامے بھجوائے گئے۔

7/جولائی کو مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا، مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ اور دیگر کارکنان کے ہمراہ جلسہ گاہ اور مختلف خیموں کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مکرم امیر صاحب نے کارکنان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے تاکید کی کہ جلسہ کے دنوں میں باہمی تعاون کے ساتھ کام کریں اور جلسہ کی کامیابی و بابرکت انعقاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

جمعۃ المبارک کی صبح ساڑھے تین بجے نماز تہجد سے دن کا آغاز ہوا اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم مولانا معصوم احمد صاحب مبلغ سلسلہ وسطی جاوا نے ''فضل الٰہی اور اطاعت'' کے موضوع پر درس دیا۔

نماز جمعہ سے قبل گیارہ بجے قومی پرچم اور لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ بارہ بجکر دس منٹ پر مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ دیا جس میں جلسہ کی برکت اور اس کی اہمیت وغیرہ بیان کی اور احباب کو اھلاً وسھلاً کہا۔ اس کے بعد امیر صاحب نے نماز جمعہ وعصر پڑھائی۔

جلسہ کا پہلا سیشن

ایک بجے جلسہ سالانہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا جسکی صدارت مکرم امیر صاحب انڈونیشیا نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خط پڑھ کر سنایا جو کہ جلسہ سالانہ کی کامیابی کی دعا پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس سیشن میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر ''قیام نظام نو۔ نظام الوصیت کے ذریعہ'' کے موضوع پر مکرم مولانا معراج الدین صاحب مربی سلسلہ مغربی جاوا ریجن نے کی۔ اور دوسری تقریر ''دعوت الی اللہ موجب برکات الٰہیہ'' کے موضوع پر مکرم مولانا ظفر اللہ پونتو صاحب نے کی۔ رات ساڑھے سات بجے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ دکھایا گیا اور مکرم مولانا قمر الدین صاحب مربی سلسلہ نے انڈونیشین زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ کیا۔

دوسرا دن بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز بھی جماعتی روایات کے مطابق نماز تہجد سے ہوا۔ مکرم عرفان مولانا نے نماز تہجد پڑھائی۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد مکرم مولانا منیر الاسلام یوسف صاحب نے ''خلافت اور اسکی برکات'' کے موضوع پر درس دیا۔ پہلے سیشن کی صدارت مکرم رُحدیات ایوبی احمد صاحب نے کی۔ اس سیشن میں تین تقاریر ہوئیں۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم احمد ہدایت اللہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا نے ''نوجوانوں کی تربیت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا امر معروف عزیز صاحب نے ''سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر کی اور تیسری تقریر مکرم مولانا محی الدین شاہ صاحب نے ''امام مہدی اور آخری زمانہ کے نشانات'' کے موضوع پر کی۔

اس کے بعد معزز مہمانوں نے خطاب کیا۔ پہلا خطاب مکرم سری سلطان عبداللہ شاہ جائیلولو صاحب صوبہ Ternate مشرقی انڈونیشیا کے بادشاہ نے کیا۔ انہوں نے مورخہ 27 اپریل 2004ء میں احمدیت قبول کی اور یہ ان کا پہلا جلسہ ہے جس میں وہ شامل ہوئے۔

دوسرا خطاب مکرم Andi Kumala صاحب نے کیا۔ مکرم Andi Kumala صاحب GOA صوبہ جنوبی سلاویسی کے بادشاہ ہیں۔ موصوف غیر از جماعت ہیں۔ لیکن بہت متاثر ہوئے ہیں، خطاب میں انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ واپس جا کر یہ پیغام GOA کے باشندوں کو ضرور پہنچاؤنگا۔

تیسرا خطاب مکرم Andi Mappasissi Tetta Awam pone نے کیا۔ مکرم موصوف Bone جنوبی سلاویسی کے بادشاہ ہیں انہوں نے 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دست مبارک پر احمدیت قبول کی تھی۔

دوسرے دن کا دوسرا سیشن

دوسرے دن کے دوسرے سیشن کی صدارت مکرم Joko Pramono صاحب نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم پروفیسر Dawam Raharjo صاحب نے ''تعلیم و تربیت اسلام اور علوم سائنس کے نقطۂ نگاہ سے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم موصوف غیر از جماعت ہیں مگر جماعت سے نہایت اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ 2000ء میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے انڈونیشیا تشریف لانے کے سلسلہ میں بہت مدد کی تھی۔

دوسری تقریر مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا نے ''روزمرّہ کی زندگی میں مسلمان عورتوں کا عمل'' کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد پھر غیر از جماعت معزز مہمانان کرام کے مختصر خطابات ہوئے۔ ان میں مکرم ڈاکٹر شمس الدین صاحب۔ پروفیسر اسلامک یونیورسٹی پاڈانگ مغربی سماٹرا، مکرم Drs.Effendi صاحب نے خطاب کیا۔ موصوف BENGKULU میں اسلامک یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں، مکرم پروفیسر ڈاکٹر HASAN SIMON صاحب نے خطاب کیا۔ موصوف YOG YAKARTA سے تعلق رکھتے ہیں اور یو۔ گے۔ ایم یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔

اس کے بعد مکرم اے۔ ایف طاہر صاحب نے خطاب کیا۔ مکرم موصوف روزنامہ WARTA INDONESIA کے مدیر ہیں۔ وہ اپنے اخبارات میں احمدیت کے بارہ میں لکھتے رہے ہیں۔ آخری خطاب مکرمہ PRO.Dr.Hj Mulia M.APU. صاحبہ نے کیا۔ مکرمہ موصوفہ انڈونیشیا کے وزیر مذہب کے مشیر خاص برائے مذہبی امور مذاہب ہیں اور جماعت احمدیہ سے بہت اچھے تعلقات رکھتی ہیں۔

رات بوقت 8 بجے احباب جماعت کے لئے ایک مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ اس مجلس میں سوالوں کے جوابات مکرم مولانا محی الدین شاہ صاحب اور مکرم مولانا منیر الاسلام یوسف صاحب نے دیئے۔

تیسرا دن بروز اتوار

تیسرے دن کا آغاز بھی جماعتی روایات کے مطابق نماز تہجد سے ہوا۔ مکرم مولانا فضل محمد صاحب مبلغ ریجن لمپونگ نے پڑھائی اور نماز فجر کے معاً بعد مکرم شریف احمد لوبیس صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے ''مالی قربانی'' کے موضوع پر درس دیا۔

پہلا سیشن:

اس سیشن کی صدارت مکرم دودنگ عبداللطیف صاحب نے کی، تلاوت و نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔

مکرم مولانا شمشیر علی صاحب مبلغ ریجن شمالی سماٹرا نے ''احمدیت کے خلاف اعتراضات کے جوابات'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا احمد سلیمان صاحب مبلغ ریجن شمالی سلاویسی نے ''اسلام کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کا دفاع'' کے موضوع پر تقریر کی اور اس سیشن کے آخری مقرر مکرم مولانا قمر الدین صاحب استاذ جامعہ احمدیہ انڈونیشیا نے ''دعا کی اہمیت اور اسکی قبولیت'' کے موضوع پر تقریر کی اور اسکے بعد غیر ملکی مہمانوں نے خطاب کیا۔

آخری سیشن

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب کیا اور اس کے بعد 38 افراد نے بیعت کی اور آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ ❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

غانا میں احمدیت کا آغاز

(فهيم احمد خادم۔ مبلغ سلسله۔غانا)

غانا (جو ان دنوں گولڈ کوسٹ کہلاتا تھا) میں احمدیت کا پیغام گو 1921ء میں پہنچا لیکن دراصل خدا تعالیٰ کے فرشتے اس پیغام کو یہاں 1920ء میں ہی پہنچا چکے تھے۔اس کی تفصیل ایمان افروز ہے۔تاریخ کے مطابق قصبہ EKRAWFO(اکرافو) کے ایک مسلمان یوسف نیانکو(USUF NYANKO) نے 1920ء میں جب وہ اپنے ایک عزیز کے ہاں منکسم (Mankessim) گیا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ وہ سفید فام آدمی(White Man) کی قیادت میں نماز ادا کر رہا ہے۔اس نے اپنی خواب کا ذکر مسٹر عبدالرحمان پیڈرو صاحب سے کیا۔یہ نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان دوست تھے اور وہ سالٹ پانڈ(Salt Pond) میں (جو منکسم سے زیادہ دور نہ تھا) رہائش پذیر تھے۔عبدالرحمان پیڈرو صاحب نے یوسف نیانکو کو بتایا کہ اس نے ایک مسلم مشن کے متعلق پڑھا ہے جس کا مرکز ہندوستان میں ہے۔اس کی ایک شاخ لندن میں ہے۔یوسف نیانکو نے اپنی خواب کی اطلاع محترم چیف مہدی آپا صاحب کو دی۔ یہ چیف فانٹی علاقہ کے مسلمانوں کے چیف تھے۔ چیف مہدی آپا صاحب نے اکرافو اور منکسم کے اردگرد کے مسلمانوں کو اطلاع بھجوائی کہ منکسم میں ایک میٹنگ کی جائے جس میں مسٹر یوسف نیانکو کی خواب کے متعلق کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔گویا ان لوگوں کو کامل یقین تھا کہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص اشارہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انکی کوئی خاص راہنمائی کا سامان پیدا فرمایا ہے۔اس لئے وہ اس خواب کو بہت اہمیت دے رہے تھے۔

جب اس علاقہ کے فانٹی مسلمان منکسم میں جمع ہوئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کے مرکز قادیان میں ایک خط لکھا جائے جس میں ان سے کوئی مبلغ بھجوانے کا مطالبہ کیا جائے۔چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا کہ وہ اپنا مبلغ بھجوائیں جو یہاں آکر احمدیت کی ایک شاخ کھولے۔یہ غانا کے مسلمانوں کا مرکز سے پہلا رابطہ تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کو ہدایت فرمائی (جو ان دنوں لندن میں تھے) کہ غانا جائیں۔چنانچہ آپ 9 فروری 1921ء کو لندن سے بذریعہ بحری جہاز مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔جہاز غانا پہنچ کر Sekudi کی بندرگاہ پر رُکا۔یہاں جہاز دو دن ٹھہرا۔آپ نے شہر کے رؤوساء کو احمدیت کی تبلیغ کی۔28 فروری 1921ء کو آپ کا جہاز سالٹ پانڈ پہنچا۔ساحل سمندر پر آپ کا استقبال کرنے کے لئے مکرم عبدالرحمان پیڈرو صاحب تنِ تنہا موجود تھے۔سالٹ پانڈ ان دنوں سنٹرل ریجن کا صدر مقام اور فانٹی قوم کا مرکزی شہر تھا۔فانٹی قوم میں مسلمانوں کی تعداد 5,4 ہزار کے لگ بھگ تھی۔جس کی اکثریت سالٹ پانڈ کے قرب و جوار میں رہ رہی تھی۔ان سب مسلمانوں کے لیڈر چیف مہدی آپا صاحب تھے جن کا قیام اکرافو نامی گاؤں میں تھا جو سالٹ پانڈ سے قریباً 25 میل کے فاصلہ پر تھا۔

مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے اپنی پہلی رپورٹ میں لکھا: ’مسلمانوں کے امیر، چیف مہدی آپا سے ابھی ملاقات نہیں ہوسکی۔کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر مہدی کو حضرت امام مہدیؑ کا حلقہ بگوش بنادے۔‘

اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ کی اس خواہش کو بطریق احسن پورا کرنے کا سامان پیدا فرمایا۔چیف مہدی آپا نے محترم عبدالرحیم نیّر صاحب کو بلا بھیجا اور 11 مارچ 1921ء کو اکرافو میں ایک جلسہ عام کرنے کا پروگرام بنایا۔حاضر افراد کی تعداد 500 تھی۔اس مجمع میں کھڑے ہوکر چیف مہدی آپا صاحب نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ قریباً 45 سال قبل میں نے اسلام قبول کیا تھا۔پھر لیگوس کے مسلمانوں کے ذریعہ ہمیں کچھ اسلامی تعلیمات کا علم ہوا۔مجھے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان پھر عیسائی نہ ہو جائیں۔مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ میری زندگی میں آئے۔اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں۔

یہ جمعہ کا روز تھا حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔18 مارچ کو اکرافو میں دوسرا جلسۂ عام کیا گیا جس میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے دو گھنٹے مسلسل تقریر فرمائی اور فانٹی مسلمانوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی دعوت دی۔نیز ان موجود احباب کے لئے مندرجہ ذیل اصلاحات تجویز فرمائیں۔

ا۔چہروں پر نشان داغنے کے رواج کو تمام فانٹی مسلمان ترک کردیں۔

۲۔آئندہ سے فانٹی مسلمان لڑکوں کا ختنہ کیا جائے۔

۳۔عورتیں اپنی چھاتیاں ننگی نہ رکھا کریں۔

۴۔آپس میں ’السلام علیکم‘ ’وعلیکم السلام‘ کہنے کے طریق کو رواج دیں۔

۵۔ایک ہزار پاؤنڈ جمع کر کے سالٹ پانڈ میں دارالتبلیغ بنائیں اور مرکزی مشن کی امداد کے لئے ماہوار چندہ کی ادائیگی کا نظام قائم کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے ان مطالبات اور احمدیت قبول کرنے کی دعوت کے جواب میں محترم چیف مہدی آپا نے کہا کہ ہم مشورہ کر کے آپ کو جواب دیں گے۔اگلی صبح Elders کی مجلس نے یہ فیصلہ سنایا کہ ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ان تمام اصلاحات کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور حسب ارشاد چندہ جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

ان مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ 4 ہزار تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں 4 ہزار افراد کی قبول احمدیت کی خوشخبری ارسال کردی گئی۔یہ دن حضور کے لئے بے حد خوشی کا دن تھا۔حضور انور نے بذریعہ ’اخبار الفضل‘ اشتہار کے ذریعہ یہ خوشخبری جماعت کے احباب تک پہنچائی۔یہ ایسی عظیم الشان کامیابی تھی کہ ہر احمدی خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔یہ خوشخبری جب اشتہار کے ذریعہ غیر از جماعت تک پہنچی تو انہوں نے بھی اس پر مسرّت کا اظہار کیا۔چنانچہ اس موقع پر ایک غیر از جماعت معروف شخصیت ’خواجہ حسن نظامی‘ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا۔

’مجھ کو اشتہار کی عبارت پڑھ کر کمال درجہ مسرّت ہوئی اور بے اختیار زبان سے الحمد للہ نکلا۔افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح یقیناً ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو۔میں آپکے اس عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ، یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ کام ہو رہا ہے اس کا اعتراف کرنا اور اس کے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔اللہ جلّ شانہٗ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔‘(بحواله الفضل 21مئی 1921ء)

ابتداء میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ کو غانا کے علاوہ مغربی افریقہ کے دیگر ممالک نائجیریا، سیرالیون وغیرہ کی جماعتوں کی دیکھ بھال کرنا پڑی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے غانا کے لئے بطور خاص حضرت حکیم مولانا فضل الرحمان صاحب کو مبلغ کے طور پر بھجوایا۔آپ 13 مئی 1922ء کو سالٹ پانڈ پہنچے۔ ان کے علاوہ ابتدائی مبلغین میں مولانا نذیر احمد مبشر صاحب اور مولانا نذیر احمد علی صاحب کا شمار ہوتا ہے۔ ان ابتدائی مبلغین نے جماعت احمدیہ کے قیام اور استحکام کے لئے بے حد محنت کی۔احمدی احباب کی تربیت اور احمدیت کی تبلیغ کے لئے دن رات وقف کئے۔یہی وجہ ہے کہ آپکی قربانیاں رنگ لائیں کہ آغاز کے ساتھ ہی احمدیت کی شاخیں ملک بھر میں پھیلنے لگیں۔اب خدا کے فضل سے احمدیت کا یہ پودا ایک تناور درخت بن گیا ہے اور اب غانا کے تمام ریجنز میں جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے اور ملک بھر میں جماعت احمدیہ کا نام عزّت واحترام سے لیا جاتا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

❁❁❁❁❁

لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کے بیسویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: طاہرہ شریف ۔سوئٹزرلینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ نے دو روزہ سالانہ اجتماع مورخہ 29-30 مئی 2004ء زیورک میں کرایہ پر لئے گئے ایک ہال میں منعقد کرنے کی توفیق پائی۔

نیشنل صدر لجنہ صاحبہ محترمہ قدسیہ میاں صاحبہ کی زیر صدارت اجتماع کا آغاز ہوا۔تلاوت قرآن کریم ونظم اور عہد دہرانے کے بعد لجنہ نے محترم امیر صاحب مکرم طارق ولید تارنتسر صاحب کا خطاب بذریعہ لاؤڈ سپیکر خدام الاحمدیہ کے اجتماع گاہ سے سنا جس میں انہوں نے اجتماع کے اغراض ومقاصد بیان کئے اور مفید نصائح سے نوازا اس کے بعد باقاعدہ علمی مقابلہ جات شروع ہوئے ان میں حفظ قرآن، حسن قرأت، اردو تقاریر، جرمن تقاریر اور کوئز کے مقابلے شامل تھے۔ممبرات نے بھرپور تیاری اور جوش وجذبہ کے ساتھ ان مقابلوں میں حصہ لیا۔اسی طرح ناصرات کے علمی مقابلہ جات ہوئے ۔نیشنل سیکرٹری ناصرات محترمہ حمیدہ کاظمی صاحبہ اوران کی معاونات نے انتہائی تندہی کیساتھ تمام کام سرانجام دیئے۔ناصرات نے بہت دلچسپی اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔اس اجتماع کو مزید بابرکت بنانے کے لئے محترمہ نداء باجوہ صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ترنم کیساتھ پڑھا اور محترمہ نیشنل صدر صاحبہ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔

دوسرے دن اجتماعی تہجد اور نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ساڑھے نو بجے ناصرات کے اجتماع کا پروگرام شروع ہوا جو ایک بجے تک جاری رہا اور بعد دوپہر لجنہ کے مقابلہ جات اور کھیل ہوئے۔اس کے علاوہ ہلکے پھلکے دلچسپ مزاحیہ کھیل بھی شامل تھے اجتماع میں بعض غیر از جماعت خواتین بھی تشریف لائیں انہوں نے بھی بہت دلچسپی کیساتھ یہ مقابلہ جات دیکھے اور سنے۔ان کے لئے جرمن ترجمہ کا اہتمام کیا گیا تھا ۔ضیافت اور دیگر امور کے سلسلے میں خدام الاحمدیہ نے لجنہ کی بہت مدد کی۔ضرورت کی تمام اشیاء مہیا کرنے کے علاوہ ہال کو بینرز اور پھولوں سے سجایا۔غرض بری سرعت اور مستعدی سے اپنے فرائض انجام دیئے ۔وقفہ طعام میں متفرق اسٹالز بھی لگائے گئے جس میں لجنہ ممبرات نے بہت شوق اور دلچسپی کا اظہار کیا۔اس کے علاوہ کتابوں کا سٹال بھی لگایا گیا اور یہ سٹال سب کی توجہ کا مرکز رہا۔

اجتماع کے اختتام پر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر جو حضور انور کے نمائندہ کے طور پر خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے آئے تھے کی تقریر لجنہ کی طرف بھی بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنی گئی ۔اس میں انہوں نے جماعت کے بزرگان کی دینی خدمات کا تذکرہ کیا اوران کی کاوشوں کو سراہا۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی روایات کو جماعت میں جاری رکھنے کی توفیق دے۔آمین

آخر پر تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ وناصرات کو انعامات اور اسناد دی گئیں ۔دوران سال بہترین کارکردگی پر لجنہ اماء اللہ زیورک نے بہترین لجنہ کا اعزاز حاصل کیا۔اسی طرح شہر آرگاؤ کی ایک بچی نے بہترین ناصرہ کا اعزاز حاصل کیا۔دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔الحمدللہ۔

زبانیں سیکھنے کی اہمیت

(میر انجم پرویز)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَان

یعنی اُس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا جس سے وہ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز فرمایا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف علاقوں میں بسنے والے لوگوں کی زبانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے جو یقیناً وقت کے ساتھ ساتھ ہر علاقہ کے مختلف ماحول اور مختلف آب و ہوا کے زیرِ اثر پیدا ہوا۔ یہ بھی دراصل خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ﴾ (سورة روم:23)

”یعنی زمین و آسمان کی تخلیق اور تمہاری زبانوں کا باہم اختلاف اور تمہارے رنگوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں“۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم وہ پہلی کتاب ہے جس نے زبانوں کے اختلاف کی طرف توجہ دلائی اور اسے آیت اللہ قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:-

”بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اس پاک کلام نے یہ فرمایا ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴾۔ (سورہ روم:23) خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا پیدا کرنا، بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خدا شناس کے لئے یہ بڑے نشان ہیں۔ مگر ان کے لئے جو اہل علم ہیں۔ اب دیکھو کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خداشناسی کا مدار ٹھہرایا ہے۔“ (منن الرحمن۔ روحانی خزائن جلد9 حاشیہ 163-164)

پس یہ جو مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس میں ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ دوسری زبانوں کو بھی سیکھنا چاہیے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے نشانات پر غور کرنا چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر تعلیم دے کر مبعوث فرمایا اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپؐ کا پیغام تمام دنیا کیلئے ہے۔ اس سے قبل تمام تعلیمات محدود وقت اور محدود قوموں کیلئے تھیں لیکن اب چونکہ ہر قوم اور ہر علاقہ میں اسلام کی تعلیم اور اشاعت کا زمانہ ہے اس لحاظ سے زبانوں کے سیکھنے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

اگر ہم دوسرے علاقوں کے لوگوں کی زبانیں نہیں سیکھیں گے تو نہ ہم اُن کے مذاہب کے بارہ میں جان سکتے ہیں اور نہ انہیں اپنی تعلیم سے آگاہ کرسکتے ہیں۔ ایک دوسرے کی زبانیں سیکھ کر ہم ایک دوسرے کے علوم حاصل کرسکتے ہیں، ایک دوسرے کے کلچر اور تہذیب کو جان سکتے ہیں اور اس طرح یقیناً مزید نئے علوم پیدا ہوں گے۔

اس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نئی نئی ایجادات اور نئے نئے ذرائع پیدا فرمائے ہیں۔ تمام دنیا کے تعلقات آپس میں بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ دوسری زبانیں سیکھی جائیں۔

اسی طرح آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے دین حق کی اشاعت اور غلبہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر ایک نہایت عظیم الشان تحریک جاری فرمائی جسے ”وقف نو“ کا نام دیا۔ تاکہ دین حق کے مجاہدین تمام دنیا میں پھیل جائیں اور ہر ملک میں توحید کا جھنڈا اگاڑ دیں اور دین حق کی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔

اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ تمام دنیا میں بولی جانے والی زبانیں سیکھی جائیں۔ اسی لئے حضور رحمہ اللہ نے واقفین کو زبانیں سیکھنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور فرمایا کہ وقفِ نو کے ہر مجاہد کیلئے عربی اور اُردو کے علاوہ ایک اور زبان سیکھنی ضروری ہے۔ عربی زبان اس لئے کہ قرآن کریم اور احادیث عربی زبان میں ہیں۔ اگر عربی زبان اچھی طرح آتی ہوگی تو اسلام کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:-

”جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے۔ سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہیے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہیے اور جہاں ذرائع میسر ہوں اس کی بول چال کی تربیت بھی دینی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ 17 فروری 1989ء)

عربی کے بعد اُردو زبان بھی نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی تعلیمات ہمیں سمجھائیں اور زیادہ تر اُردو زبان میں ہی بیان فرمائیں۔ اس لئے اُردو زبان سیکھنی بھی ضروری ہے۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

”عربی کے بعد اُردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں اس زمانہ کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اکثر لٹریچر اُردو میں ہے...... پس عربی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اُردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہ راست فائدہ اٹھاسکیں۔“ (خطبہ جمعہ 17 فروری 1989ء)

پس عربی اور اردو زبانیں سیکھنا ہر ایک کے لئے ازبس ضروری ہے۔ تاکہ اسلام کی تعلیم کو بخوبی سمجھ سکے۔ اس کے علاوہ اس تعلیم کی اشاعت کے لئے کم ازکم ایک اور زبان بھی سیکھنی چاہیے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:-

”پھر ان کو وہی زبان نہیں چاہیے جس زبان کے لئے ان کو تیار کیا جارہا ہے بلکہ اردو زبان کی بھی شدید ضرورت ہوگی تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لٹریچر خود اُردو میں پڑھ سکیں۔ عربی زبان کی بنیادی حیثیت ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ عربی میں ہیں۔ عربی زبان بھی سکھانے کی ضرورت پڑے گی۔ پس تین زبانیں تو کم سے کم ہیں یعنی اس کے علاوہ کوئی زبان سیکھنا چاہے تو جتنی چاہے سیکھے۔“ (خطبہ جمعہ یکم دسمبر 1989ء)

زبانیں سیکھنے اور سکھانے کے بارہ میں نہایت اہم امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

”زبانیں سیکھنا بہت مشکل کام ہے اور بچپن ہی سے شروع ہونا چاہیے اور زبانیں سکھانا بھی بہت ہی مشکل کام ہے اور بڑے بڑے ماہرین کی ضرورت ہے جنہوں نے زندگیاں اس کام کیلئے وقف کر رکھی ہوں۔“ (خطبہ جمعہ یکم دسمبر 89ء)

پس مختلف زبانوں کے احمدی ماہرین کو اس عظیم مقصد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنی چاہئیں۔ فی زمانہ یقیناً یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ اسی طرح حضور رحمہ اللہ نے زبانیں سکھانے کے بارہ میں ایک اور اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

”بہت بچپن سے اگر زبان سکھائی جائے تو وہ اتنے گہرے نقش دماغ پر قائم کردیتی ہے کہ اس کے بعد بچے اہل زبان کی طرح بول سکتے ہیں اور بڑی عمر میں سیکھی ہوئی زبان خواہ آپ کتنی محنت کریں وہ اہل زبان جیسی زبان نہیں بنتی۔ طوعی اور فطری طور پر جو ذہن سوچتا ہے وہ بچپن سے اگر سیکھی ہوئی زبان ہے تو وہ سوچ اس کی بے ساختہ ہوتی ہے، قدرتی اور طوعی ہوتی ہے...... اس لئے اہل زبان بنانے کیلئے بہت بچپن سے زبان سکھانی پڑتی ہے۔ اگر پنگھوڑوں میں زبان سکھائی جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے بلکہ سب سے اچھا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1989ء)

☆☆☆

special flights

مارکیٹ برائے فروخت

جامعہ احمدیہ ربوہ کے بالکل سامنے 20 دکانوں پر مشتمل ”شاہین مارکیٹ“ برائے فروخت ہے۔
خواہشمند احباب حسب ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں:
ربوہ (پاکستان) : 211444(04524)
جرمنی: 061588303 (49)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی حضور انور از صفحہ نمبر ۱۲

طرف سے برلن میں تعمیر ہونے والی مسجد کے منصوبہ کا ذکر بھی فرمایا۔

خطاب کے آخر پر حضور نے نصیحت فرمائی کہ اللہ کی حفاظت میں آجائیں اور اس کے لئے تقویٰ کے معیار کو بلند کریں اور یاد رکھیں کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لئے ہر قسم کی مشکلات سے نکلنے کے سامان بھی کرتا ہے اور اسے ایسے طور پر رزق عطا فرماتا ہے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اور اللہ صالح لوگوں کا متولی ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو احکام اسلام کی پابندی کرنی ہوگی۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں، گلے شکوہ کی عادت سے بچیں، آزادی کی عادت کو ختم کریں اور یاد رکھیں کہ اگر مائیں اپنے آپ کو سنبھال لیں تو اگلی نسلوں کی کوئی فکر نہیں۔

آخر پر حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک احمدی عورت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

6:30 بجے حضور انور ملاقاتوں کے لئے اپنے دفتر تشریف لائے۔ اور مرد حضرات کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ دو ہزار سے زائد احباب نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو حضورا نور نے شرف مصافحہ بخشا۔ بچوں کو چاکلیٹ اور قلم بھی عطا فرمائے۔ ملاقات کا یہ سلسلہ 8:30 بجے تک جاری رہا۔

8:50 پر حضور انور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

22/اگست بروز اتوار:

صبح 5:30 پر حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔ آج جلسہ سالانہ جرمنی کا اختتامی دن تھا۔ پروگرام کے مطابق چار بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جونہی حضور انور کرسیٔ صدارت پر تشریف لائے فضا نعرہ ہائے تکبیر، اسلام احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ طارق احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد رانا نوید الحسن صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام 'تجھے حمد وثنا زیبا ہے پیارے' خوش الحانی سے پڑھا۔

نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو تعلیمی ایوارڈ سے نوازا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بون (Bone) یونیورسٹی سے ویٹرنری (Vaterinary) میڈیسن میں PHD کیا۔ ان کی ریسرچ کا موضوع روشنی کی مختلف حالتوں اور مقدار کا جانوروں کے بعض ہارمونز کی افزائش اور جانوروں کی نشوونما پر اس کے اثرات تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے متعدد بین الاقوامی سائنسی کانفرنسوں اور جرائد میں اپنے سائنسی مقالہ جات پیش کئے۔ ڈاکٹر صاحب کی سائنسی تحقیق کی کاوشوں کے اعتراف میں "Indian Association for Advansncement of Vaterinary Research" کی طرف سے مرکزی وزیر زراعت حکومت ہند نے ایوارڈ سے نوازا۔

اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنے ایک عاشق کے آنے کی خبر بھی دی تھی جس کے ذمہ اسلام کو اس وقت دوبارہ سے زندہ اور قائم کرنا تھا جب ایمان اور اسلام میں سے کچھ بھی باقی نہ رہنا تھا۔ حضور نے اس ضمن میں سورۃ الجمعۃ کی آیات کی تفصیل سے تشریح کر کے آنحضرت ﷺ کی امام مہدی علیہ السلام کی بعثت کے متعلق یہ پیشگوئی سمجھائی کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر فرمادیا تھا کہ ایمان جب ثریا ستارہ تک جا پہنچے گا تو سلمان فارسیؓ کی نسل میں سے ایک شخص یا کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ وقت آنے پر اسلام کا درد رکھنے والوں نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کیا اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کیا کرتے تھے کہ اے اللہ اب اس امام مہدی کو بھیج جو تیری اس امت کو سنبھالے۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام کا درد رکھنے والوں میں سے سب سے زیادہ نمایاں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤیا بھی دکھلائی کہ اب اسلام تیرے ذریعہ ہی زندہ ہوگا اور اس کی عظمت اب تیرے ذریعہ ہی قائم ہوگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک کشتی تیار کرنے کا الہاماً حکم دیا جس کے نتیجہ میں آپ نے ایک الٰہی جماعت کی بنیاد رکھی اور آپ کی جماعت ہی وہ جماعت ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب ابتداء میں ماموریت کا الہام ہوا تو آپ کو مندرجہ ذیل چار باتوں کی فکر دامنگیر ہوئی:

۱۔ جماعت ہونی چاہئے۔
۲۔ مال ہونا چاہئے۔
۳۔ اعداء اور ان پر غلبہ۔
۴۔ کلام میں تاثیر ہونی چاہئے۔

حضور نے قدرے تفصیل سے ان چاروں امور کے متعلق بیان فرمایا کہ کس طرح یہ تمام باتیں پوری ہوئیں۔ جماعت آپ کو عطا کی گئی اور آپ کو عطا کی جانے والی یہ جماعت منفرد جماعت ہے۔ پھر اس جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں ایسے نمونے قائم کرنے کی توفیق ملی ہے کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت کے اعداء بھی ہوئے اور انہوں نے جماعت کی بے تحاشا مخالفت کی اور اس کے باوجود خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ ان پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس ضمن میں حضور نے تفصیل سے بتایا کہ ہمارے مخالفوں کے پاس دلائل نہیں ہیں اسی لئے وہ ہم پر پابندیاں لگاتے ہیں کہ ہم تبلیغ نہیں کر سکتے۔ ہمیں ربوہ میں جلسہ نہیں کرنے دیتے، ہمیں PTV پر آکر اپنا موقف پیش کرنے کیوں نہیں دیتے۔ اس لئے کہ ہمارے پاس دلائل ہیں اور ان کے پاس نہیں۔ اس کے برعکس وہ احمدیوں کو شہید کر کے سمجھتے ہیں کہ جماعت کو ختم کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دشمنوں پر ہمیشہ غلبہ عطا فرمایا اور انہیں ذلیل وخوار اور تباہ و برباد کیا۔ حضور نے کئی مخالفین کے ایسے انجام کی مثالیں بھی دیں جن میں سے کسی کو اس کے قریبی عزیز نے قتل کر دیا اور کسی کو تختہ دار پر لٹکایا گیا تو کسی کو تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فضا میں جلا کر راکھ کر دیا اور ان کے ٹکڑے ہوا میں بکھیر دئے۔

حضور انور نے تذکرہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض وہ الہام بھی پڑھ کر سنائے جو آپ کو 1904ء میں ہوئے تھے۔ ان الہامات میں بھی اس اس مضمون کا بار بار ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کو خائب وخاسر کرے گا اور اپنے رسول کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ یہ الہامات سنا کر حضور نے احباب جماعت سے فرمایا کہ پس آپ وہ خوش قسمت ہیں جو حضور اقدسؑ کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہیں اور ان الہامات کو پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دور خلافت بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کا تسلسل ہے، اس کے ساتھ بھی وہی برکات وابستہ ہیں بشرطیکہ آپ تقویٰ پر پوری طرح سے قائم ہوں اور دعائیں کرنے والے ہوں۔ یاد رکھیں کہ غزوۂ بدر کی کامیابی میں بہت بڑا حصہ ان دعاؤں کا ہی تھا جو حضور ﷺ نے اپنے خیمہ میں کی تھیں۔

اپنے خطاب کو سمیٹتے ہوئے حضور نے اُس انگوٹھی کا ذکر بھی فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنوائی تھی اور اس پر اپنا الہام کندہ کروایا تھا۔ ''اذکر نِعْمَتی عَلَیک ......''۔ اور احباب جماعت کو اللہ کے فضلوں اور اس کی عطا کردہ فتوحات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں ان کا حق بھی ادا کرنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی نسلوں کو بتائیں کہ آپ پر ہونے والے یہ فضل اور یہ کشائشیں اور یہ بہتر حالات دراصل ان کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ جماعت کی برکت سے ہیں۔ اور یاد رکھیں کہ باغ وہی پھلا کرتے ہیں جن کے مالک شکر بجالانے والے ہوں۔ پس دعا کریں کہ اللہ کے فضلوں کو ہمیشہ حاصل کرنے والے ہوں۔ کہیں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ان برکات سے محروم رہ جانے والے نہ ہوں۔

آخر پر حضور نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو نصیحت فرمائی کہ جو باتیں آپ نے یہاں سنی ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، آپ میں نیک تبدیلیاں نظر آنی چاہئیں تب جلسہ کا فائدہ ہوگا اور جلسہ کا مقصد پورا ہوگا۔

اختتامی دعا سے پہلے حضور نے سفر پر جانے والوں کو احتیاط سے جانے کی یاددہانی کروائی۔ اس طرح سے حضور کا خطاب جو 16:45 پر شروع ہوا تھا ٹھیک ایک گھنٹہ اور دس منٹ تک جاری رہا اور 17:55 پر حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ جرمنی کا 29واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

پونے سات بجے شام مقام جلسہ گاہ منہائم سے 'بیت السبوح' فرینکفورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ پونے آٹھ بجے حضور انور بیت السبوح پہنچے۔ 8:50 منٹ پر حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

23/اگست بروز سوموار:

ساڑھے پانچ بجے صبح حضور انور نے بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔ دس بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو دوپہر ایک بج کر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ جرمنی کی مختلف جماعتوں کی فیملیز کے علاوہ انڈونیشیا، پرتگال، کینیڈا، اٹلی، سپین، آسٹریلیا، پاکستان اور ڈنمارک سے آنے والی فیملیز نے بھی حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح کل 50 فیملیز کے 240 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ پونے دو بجے حضور انور نے بیت السبوح میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور فیملی ملاقاتوں کے لئے اپنے دفتر تشریف لائے اور 52 فیملیز کے 169 افراد کو شرف ملاقات بخشا جن میں جرمنی کی مختلف جماعتوں کے علاوہ ناروے، کوسووو، پرتگال، یونان کی فیملیز اور پاکستان اور قادیان سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

9 بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

24/اگست بروز منگل:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے بیت السبوح فرینکفورٹ میں نماز فجر پڑھائی۔ آج فرینکفورٹ سے ہمبرگ روانگی کا دن تھا۔ پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ بیت السبوح میں مقیم مہمان اور فرینکفورٹ کی جماعتوں کے احباب مرد وخواتین صبح سے ہی حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے بیت السبوح میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔ حضور انور نے دعا کروائی اس کے بعد جب قافلہ روانہ ہوا تو احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

فرینکفورٹ سے ہمبرگ کا فاصلہ قریباً 500 کلومیٹر ہے۔ اس لمبے سفر کے دوران راستہ میں

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

Hessen Nord میں رک کر نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا پروگرام تھا۔ فرینکفورٹ سے 170 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد قریباً سوا ایک بجے Immenhausen جماعت کے سنٹر ''بیت الظفر'' پہنچے۔ یہ سنٹر 1996ء میں خریدا گیا تھا۔ قطعہ زمین کا رقبہ 3715 مربع میٹر ہے۔ جس میں ایک عمارت تعمیر شدہ ہے۔ عمارت کے ایک ہال کو مسجد کی شکل دی گئی ہے۔ اس عمارت میں لوکل جماعت کے علاوہ ریجنل امارت کے دفاتر بھی ہیں۔ مربی سلسلہ کی رہائش، ایم ٹی اے سٹوڈیو اور گیسٹ ہاؤس بھی موجود ہے۔

جب حضور انور ایدہ اللہ کی گاڑی 'بیت الظفر' پہنچی تو ریجن کی آٹھ جماعتوں کے علاوہ اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے تین صد سے زائد احباب مرد و خواتین نے حضور انور کا نعروں سے استقبال کیا۔ جونہی حضور انور گاڑی سے اترے تو مکرم انصر علی چٹھہ صاحب ریجنل امیر اور مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس کے بعد مجلس عاملہ کے ممبران اور اس ریجن کے جماعتی عہدیداران کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا۔

شہر کے میئر Mr.Andreasguttler بھی حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میئر نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ ایک ہی رنگ کے خوبصورت لباس میں ملبوس بچیاں کورس کی شکل میں نظم:

''آ کے تیری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں''

پڑھ رہی تھیں جبکہ دوسری طرف بچے کورس کی شکل میں ترانہ ''اے مسیحا نفس.....'' پڑھ رہے تھے۔ ایک بچے نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے گئے۔ دو بجے حضور انور نے ''بیت الظفر'' میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور نے ریجنل امیر صاحب اور مبلغ سلسلہ سے دریافت فرمایا کہ یہ سب احباب کہاں کہاں سے آئے ہوئے ہیں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ریجن کی آٹھ جماعتوں سے احباب یہاں پہنچے ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا ''سب مصافحہ کے لئے آجائیں''۔ چنانچہ حضور انور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں میں قلم تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور خواتین کو شرف زیارت بخشا۔ حضور انور نے تمام بچیوں کو بھی قلم عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور مشن کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

3:10 پر Immenhausen سے ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد شام پونے سات بجے جماعت ہمبرگ کے سنٹر 'بیت الرشید' پہنچے۔

جماعت کا یہ سنٹر ہمبرگ شہر کے Schnelsen علاقہ میں واقع ہے۔ یہ عمارت 1994ء میں خریدی گئی تھی۔ اس عمارت میں ایک بڑا ہال ہے جس میں سات صد کے قریب نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس بڑے ہال کے علاوہ دو مزید ہالز ہیں جن کو اس وقت مسجد کی شکل دی گئی ہے اور بطور مسجد استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایک ہال مردوں کے لئے اور دوسرا خواتین کے لئے ہے۔ ان دونوں ہالز میں ساڑھے چار صد سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس بلڈنگ میں لوکل امارت کے دفاتر ہیں اور دوسری منزل پر ایک گیسٹ ہاؤس بھی ہے۔

مساجد والے دو ہالز کے اوپر دوسری منزل کے طور پر دو مزید ہال تعمیر کئے گئے ہیں۔ ایک میں لائبریری بنائی گئی ہے اور دوسرا مختلف پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ان دونوں ہالز کی تعمیر مقامی جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ کی ہے۔

حضور انور کی گاڑی جونہی بیت الرشید میں پہنچی تو ہمبرگ کی 14 جماعتوں سے آئے ہوئے ایک ہزار سے زائد احباب جماعت مرد و زن نے حضور انور کا پرجوش استقبال کیا۔ احباب جماعت مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہر طرف سے 'اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَباً' کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو لوکل امیر ہمبرگ چوہدری ظہور احمد صاحب اور مبلغ سلسلہ ساجد نسیم صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بچے اور بچیاں کورس کی شکل میں استقبالیہ نغمے پڑھ رہے تھے۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کے نعروں اور سلام کا جواب دیا۔

شام ساڑھے سات بجے حضور انور فیملی ملاقاتوں کے لئے دفتر تشریف لائے۔ ہمبرگ ریجن، Schleswig ریجن، Nieder Sachsen ریجن اور Mecklenburg ریجن کی 23 کے 114 احباب نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات 9 بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے ''بیت الرشید'' میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور بیت الرشید کی بالائی منزل پر اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

25 اگست بروز بدھ:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور نے ''بیت الرشید'' ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔

صبح 10 بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو دوپہر 1:30 بجے تک جاری رہیں۔ ہمبرگ کی 14 جماعتوں کے علاوہ اردگرد کے ریجن کی مختلف جماعتوں کی 51 فیملیز کے 239 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ پاکستان اور امریکہ سے آنے والی تین فیملیز نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔

مسجد بیت الحبیب کا افتتاح

سہ پہر 4 بجے حضور انور ''مسجد بیت الحبیب کیل'' کے افتتاح کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت الرشید 'ہمبرگ' سے کیل کا فاصلہ 85 کلومیٹر ہے جبکہ جماعت جرمنی کے مرکز 'بیت السبوح' فرنکفرٹ سے کیل کا فاصلہ 600 کلومیٹر ہے۔

''مسجد بیت الحبیب'' کی تعمیر KIEL شہر کے GAARDEN نامی علاقہ میں ہوئی ہے۔ یہ شہر صوبہ SCHLESWIG_HOLSTEIN کا دارالحکومت ہے۔ اور سکنڈے نیوین ممالک کے لئے SEAPORT ہے۔

جس قطعہ زمین میں مسجد تعمیر ہوئی ہے اس کا رقبہ 1600 مربع میٹر ہے۔ یہ قطعہ زمین 25 ستمبر 1999ء کو خریدا گیا اور مسجد کی تعمیر کی اجازت کے مراحل مکمل ہونے کے بعد 12۔ نومبر 2003ء کو اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس مسجد کے دو مینارے ہیں۔ ہر ایک کی اونچائی 14 میٹر ہے۔ اس مسجد میں چار صد سے زائد آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

مسجد کے ساتھ ہی تین کمروں پر مشتمل ایک گیسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ لوکل جماعت کے دفاتر ہیں۔ وضوء وغیرہ کے لئے بڑی کھلی جگہ رکھی گئی ہے۔ مسجد کے احاطہ میں 25 کاروں کے پارک کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

پانچ بجے کے قریب حضور انور مسجد بیت الحبیب کیل پہنچے۔ جہاں جرمنی کے 40 سے زائد شہروں سے آئے ہوئے 900 صد سے زائد احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے حضور انور کا استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ نظمیں پیش کیں۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ ہی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے مسجد کی تعمیر اور وقار عمل کے ذریعہ کام کرنے والے خدام کا ذکر کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ غیر معمولی اور نمایاں کام کرنے والے خدام کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔ مجموعی طور پر 76 احباب نے وقار عمل میں حصہ لیا اور قریباً دو ہزار گھنٹے وقار عمل کیا گیا۔ دوران تعمیر لجنہ اماء اللہ نے وقار عمل کرنے والوں کے لئے ضیافت کے فرائض سرانجام دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خدام کو سندات خوشنودی عطا فرمانے کے بعد احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: 'الحمدللہ کہ آپ کو جو اس علاقہ KEIL کے رہنے والے ہیں۔ 100 مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کے تحت ایک مسجد بنانے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اور یہاں کے رہنے والوں کو، اس مسجد کے ماحول میں رہنے والوں کو بھی اور اردگرد کے علاقے میں رہنے والوں کو بھی اور جو اس مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے آئیں گے توفیق دے کہ اس مسجد کو آباد رکھیں اور جو اصل مقصد اس مسجد کی تعمیر کا ہے اس کو پورا کرنے والے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا بہت سارے لوگوں نے وقار عمل کیا، جیسا کہ رپورٹ میں انہوں نے بتایا ہے، لیکن چند ایک کو سرٹیفیکیٹ دیئے گئے ہیں ان کی گنجائش کے مطابق یا جو بھی انہوں نے معیار مقرر کیا ہوا ہے اس کے مطابق دیئے گئے۔ بہرحال تمام کام کرنے والے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی تعمیر میں حصہ لیا وہ یقیناً خالصتاً اللہ کی خاطر اس کام میں شامل ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں، مناسب حال عمل کرنے والوں کے لئے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر آپ لوگ نیکیوں پر قائم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ نظام خلافت بھی آپ لوگوں میں قائم رہے گا اور اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے جو نظام خلافت جاری ہوا ہے اس نے انشاء اللہ تعالیٰ انہی الٰہی وعدوں کے مطابق ہمیشہ رہنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شرط یہی لگائی ہے کہ مناسب حال عمل کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے جو مقصد انسان کی پیدائش کا بتایا ہے اس پر عمل کرتے رہیں گے، اس کی عبادت کرتے رہیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی خوف کی حالت جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ کیونکہ فرمایا کہ اگر تمہارے اعمال نہیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تم دوسروں کو شریک بنا رہے ہو۔

حضور انور نے فرمایا آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کی یہی حالت بتائی ہے کہ اگر عبادت کرتے رہیں گے۔ نیک اعمال بجا لاتے رہیں گے تو خوف کی حالت امن میں بدلتی رہے گی ورنہ آگے فرمایا کہ اگر یہ نہیں کر رہے تو اس کا مطلب ہے تمہارے دلوں میں ایک قسم کا شرک ہے جو ظاہری شرک نہ سہی لیکن دلوں میں بہر حال قائم ہے۔

فرمایا جو لوگ کام کی زیادتی کی وجہ سے، کام میں مصروفیت کی وجہ سے اور دنیاداری کے دھندوں کی وجہ سے، اگر مسجد کو آباد نہیں کر رہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی چیز ہے جو آپ کے دلوں میں پیدا ہوئی ہے تو اس آیت میں یہی فرمایا کہ شرک بھی نہیں کرنا۔ تبھی تم لوگوں کے ساتھ یہ وعدہ بھی اللہ تعالیٰ پورا فرماتا رہے گا کہ نظام خلافت تمہارے اندر قائم رہے گا اور اس کے لئے آگے جس طرح آیت استخلاف ہے اس سے اگلی آیت میں یہ حکم دے دیا اور یہ فرما دیا کہ کون لوگ ہیں ایسے جن میں یہ قائم رہے گی۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ جو لوگ نماز قائم کرتے رہیں گے۔ پہلے کہا کہ میری عبادت کرو گے یہ سارے انعام ملیں گے اور عبادت کس طرح کرو گے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ نماز قائم کرو، مسجدوں کو آباد کرو۔

پنجوقتہ مسجد میں حاضری دو۔ یہ نہیں کہ خوبصورت بلڈنگ بنالی، مسجد بنالی، ہال بنالیا اس کو خوبصورت طریقے سے رنگ و روغن کر دیا اور بس یہ کافی ہو گیا۔ بلکہ اس کی خوبصورتی اب یہ ہے کہ اس کو آباد کرنا ہے۔ نماز قائم کرنی ہے اس میں باجماعت نماز ادا کرنی ہے۔ تبھی تو وہ مقصد پورا ہو گا جو ان مساجد کو بنانے کا ہے اور تبھی وہ فائدے اور برکات حاصل کرتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت میں خلافت کے ذریعہ سے وابستہ کی ہیں۔ لوگ بہت سارے آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعائیں کریں۔ دعا کے لئے کہتے ہیں۔ کئی دفعہ

بقیہ صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

جزائر کی سرزمین......انڈونیشیا

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ نومبر ۲۰۰۳ء میں مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے اپنے مضمون میں انڈونیشیا کے اپنے سفر کے حوالہ سے دلچسپ حقائق بیان کئے ہیں۔

احمدیہ مرکز جکارتہ سے تقریباً ۴۵ر کلو میٹر دُور Parung میں ہے۔ راستہ میں ایک ہوٹل میں کھانے کے لئے رُکے تو بیرے نے ۱۵، ۲۰ پلیٹوں میں مختلف اشیاء سجادیں۔ یہاں کا رواج ہے کہ ہوٹل میں کسی خاص چیز کا آرڈر نہیں دیا جاتا۔ بلکہ جو بھی پکا ہو، وہ میز پر رکھ دیتے ہیں۔ جو آپ کھائیں، اس کی ادائیگی کردیں۔ Parung میں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے نظام کا صحیح اندازہ ہوا۔ کئی ایکڑ پر مشتمل یہاں جامعہ احمدیہ ہے۔ ایک بڑی مسجد، دفاتر اور گیسٹ ہاؤس ہے۔ بعض مخلصین نے بھی زمین خرید کر اپنے مکان تعمیر کئے ہیں۔ جلسہ بھی یہیں ہوتا ہے۔ انڈونیشیا میں مربیان کی تعداد قریباً ایک سو ہے جن میں سے تیس پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اور بہترین اردو بولتے ہیں۔

Bandung ایک بڑی اور پرانی جماعت ہے۔ راستہ نہایت خوبصورت تھا۔ پہاڑیوں میں جگہ جگہ ندیاں بہہ رہی تھیں۔ یہاں چاول بہت کاشت ہوتا ہے بلکہ سال میں دو تین فصلیں ہو جاتی ہیں۔ کسی جگہ چاول کٹ رہے تھے تو کسی جگہ لگائے جارہے تھے اور کہیں فصل لہلہا رہی تھی۔ جا بجا کیلے کے خودرو پودے ہیں۔ موسم معتدل اور مرطوب ہے۔ بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے سبزہ ہی سبزہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی قدرت نے انڈونیشیا کو بیشمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ تیل پیدا کرنے والے ممالک میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ بانڈونگ میں خوبصورت احمدیہ مسجد سے ملحق مہمان خانہ بھی ہے۔ ویسے یہ شہر ایک آتش فشاں کے نزدیک ہے جو کبھی کبھار ناراض ہو جائے تو آگ برساتا ہے۔ اس کے باوجود لوگ نہایت اطمینان سے رہتے ہیں۔

Garut میں ایک احمدی دوست کا بہت اعلیٰ درجہ کا ہوٹل ہے۔ یہاں بھی آتش فشانی سلسلہ ہونے کی وجہ سے دریا اپنی گذرگاہوں سے گرم ہی آتا ہے۔ ہوٹل میں اس پانی سے ایک سوئمنگ پول بنایا گیا ہے۔ یہاں سے کچھ دُور Wanasigra کی جماعت تقریباً تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ سارا گاؤں احمدیوں کا ہے جہاں ایک سکول بھی جماعت کے زیرانتظام ہے جس کے نتائج بہت عمدہ ہیں۔ ایک دوست کی دعوت پر ان کے گھر چائے پی۔ ان کے صحن میں ایک چھوٹا سا مچھلیوں کا تالاب تھا۔ جہاں ڈوری سے مچھلی پکڑی گئی۔ انڈونیشیا میں ایسے تالاب بکثرت ہیں جو صحن میں ہوتے ہیں۔ اور حسبِ ضرورت تازہ مچھلی مہیا کرتے ہیں۔

شہر Jogjakarta ایک یونیورسٹی ٹاؤن ہے جس کی سب سے بڑی یونیورسٹی گاجامادا یونیورسٹی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لیکچر دیا تھا۔ کچھ احمدی دوست اس میں پڑھاتے ہیں۔ یہاں شام کو بازار میں خاص رواج کھانے کا یہ ہے کہ فٹ پاتھ پر ایسے ریستوران ہیں جہاں زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ اسے Lesihan کہتے ہیں۔ یہاں سے ۴۰، ۴۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر دنیا میں بدھ مت کا سب سے بڑا مندر بوروبدھو ہے۔ ایک ٹیلہ پر اس کی کئی منزلہ عمارت ہے اور سینکڑوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا جاتا ہے۔

ایک جماعت Manislor خاصی بڑی ہے جہاں مخالفت کے باوجود احمدیوں میں بڑے جوش اور جذبے کا اظہار تھا۔ ایک خوش آئند بات احمدیوں کے مکانات کی عمدہ تعمیر تھی۔ دراصل جب کسی نے مکان تعمیر کرنا ہو تو سارے احمدی وقارعمل کے لئے ڈیوٹیاں مقرر کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح مکان کی تعمیر میں مزدوری کی بچت کی وجہ سے میٹریل اچھی قسم کا استعمال ہوتا ہے۔

انڈونیشیا تیرہ ہزار جزائر پر مشتمل ملک ہے جس کا سمندر سمیت کل رقبہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے برابر ہے۔ جس کا تیسرا حصہ خشکی پر مشتمل ہے۔ بعض جزائر تو اتنے چھوٹے ہیں کہ ان پر آبادی نہیں ہے۔ لیکن پانچ جزائر بڑے ہیں۔ ان میں جاوا (جکارتہ اسی میں ہے)، سماٹرا، Kalimantan (سابقہ بورنیو)، سالوویسی (سابقہ Celebes) اور ارین جایا ہیں۔ ملک کی آبادی بائیس کروڑ ہے جس میں سے ساٹھ فیصد جاوا میں رہائش پذیر ہے۔ ان جزائر میں آنے جانے کے لئے یا تو ہوائی جہاز کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یا پھر کشتیوں کے ذریعہ جن میں بہت وقت صرف ہوتا ہے۔

تاریخ احمدیت میں پاڈنگ اس لئے اہم ہے کہ ہمارے ابتدائی مبلغ اسی شہر میں آئے تھے، اسی جگہ حضرت مولوی رحمت علی صاحب کا آگ سے محفوظ رہنے کا واقعہ رونما ہوا تھا جسے دیکھ کر بہت سے لوگوں نے احمدیت کی صداقت پر یقین کیا تھا۔ یہاں ہماری مسجد تقریباً ستر سال قبل تعمیر ہوئی تھی جس میں اب توسیع ہو رہی ہے۔

۱۸۸۳ء میں ایک عظیم آتش فشاں کراکاتوا (Karakatoe) پھٹا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کی آواز تین ہزار میل دور آسٹریلیا میں سنی گئی۔ اور سمندر میں اس سے جو لہریں اٹھیں وہ بحر ہند پار کر کے افریقہ کے ساحل سے ٹکرائیں۔ اس جزیرہ سے زندگی کا صفایا ہو گیا اور سائنسدانوں نے اسے اپنے ایک مشاہداتی مرکز کے طور پر چن لیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بعض آثار نشاندہی کرتے ہیں کہ ۵۳۵ء میں دنیا میں ایک قیامت برپا ہوئی تھی جس سے تمام زمین متاثر ہوئی اور سلطنت بازنطین کمزور ہو کر اسلام کا غلبہ ہوا۔ بہت عرصہ سے تحقیق جاری تھی کہ اُس تباہی کا مرکز کہاں تھا؟ اب بالآخر یہ تلاش کر لیا گیا جو کراکاتوا تھا۔ چنانچہ اس عظیم آتش فشاں نے دو دفعہ دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل اور دوسری دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے کچھ عرصہ قبل۔

ایک موٹر بوٹ کے ذریعہ ہم اس جزیرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پچاس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے لہروں کے اوپر سے اچھلتی ہوئی کشتی نے تقریباً ایک گھنٹے میں ہمیں کراکاتوا پہنچا دیا۔ ۱۸۸۳ء میں اس جزیرہ کا درمیانی حصہ فضا میں اڑ گیا تھا اور اس کے کچھ ٹکڑے اردگرد باقی رہ گئے تھے۔ غوطہ خور یہاں غوطہ زنی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ نیچے سمندر کا پانی گرم ہے۔ ۱۹۲۷ء میں وہیں سے جہاں پہلے جزیرہ موجود ہوتا تھا، ایک نیا جزیرہ ابھرنا شروع ہوا۔ جو تقریباً پانچ صد فٹ بلند ہو چکا ہے اور روز بروز پھیل رہا ہے۔ اس جزیرے سے دھواں اٹھتا رہتا ہے اور کبھی کبھار یہ آگ بھی اُگلتا ہے۔ بجری نما چھوٹے چھوٹے کنکروں سے بنا ہوا یہ جزیرہ عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ جوں جوں اوپر جاتے گئے بعض جگہوں سے دھواں نکلتا نظر آیا۔ یہاں Snorkling بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک بڑی سی عینک پہن کر جس کے ساتھ سانس لینے کی ایک ٹیوب لگی ہوتی ہے، پانی میں سر اندر کر کے تیریں تو نیچے Coral Reefs یا مونگے کی چٹانیں نہایت خوبصورت رنگوں اور شکلوں میں دکھائی دیں گی۔ اوپر سے وہم بھی نہیں ہوتا کہ سمندر کے اندر خدا نے کس کاریگری سے یہ خوبصورت باغ لگا رکھا ہے۔

انڈونیشیا کے لوگ نہایت محبت کرنے والے، عموماً امن پسند اور مہذب ہیں۔ بات نرم لہجے میں کرتے ہیں اور مہمان نواز ہیں۔ ملک چونکہ نہایت زرخیز اور قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ اس لئے غربت تو نظر آئی لیکن بھوک نہیں۔ لوگوں کو کچھ نہ کچھ پیٹ بھرنے کے لئے مل ہی جاتا ہے۔ کیلا، ناریل اور دریان وغیرہ خودرَو ہو جاتے ہیں۔ دریان یہاں کا خاص پھل ہے جو بڑے خربوزے کے سائز کا ہوتا ہے۔ سفید رنگ کا گودا لذیذ تو ہوتا ہے مگر اتنی شدید بو آتی ہے کہ نئے آدمی کیلئے کھانا بہت مشکل ہے۔

محترم قاضی عبدالسلام بھٹی صاحب

ماہنامہ "مصباح" ربوہ مارچ/ 2004ء میں مکرمہ ثریا قادر صاحبہ نے اپنے مضمون میں محترم قاضی عبدالسلام بھٹی صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محترم قاضی صاحب 1998ء میں 98 سال کی عمر میں لندن میں وفات پاگئے تھے۔ مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ بے شک آپ میرے حقیقی والد تو نہ تھے مگر جس طرح آپ نے میری پرورش کی اور میرا بے پناہ خیال رکھا، اس لحاظ سے آپ میرے والد صاحب سے کم نہ تھے۔ میں ملازمہ کے طور پر آئی تھی مگر مجھے اس گھر میں جو حیثیت، توجہ اور پیار دیا گیا وہ ایک فیملی ممبر سے کم نہ تھا۔ ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ میری سات نہیں بلکہ آٹھ بیٹیاں ہیں۔ آپ کے کہنے پر مَیں آپ کو ابّا جان اور آپ کی بیگم صاحبہ کو امی جان کہتی۔ آپ نے مجھے نماز کا عادی بنایا اور تہجد کی عادت ڈالی اور چھوٹی عمر میں ہی باترجمہ قرآن مجید پڑھایا۔

اپنی پہلی بیگم کی وفات کے بعد جب مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ دوسری شادی کے خیال سے استخارہ کر رہے ہیں، تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی شادی ہو رہی ہے۔ اگلے روز آپ نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے کوئی خواب آئی ہے؟ تو مَیں نے کہا کہ نہیں۔ اس لئے نہیں بتایا کہ آپ کیا سوچیں گے کہ اس نے میرے متعلق کیسی خواب دیکھی ہے۔

جب میں بڑی ہوئی تو ابا جان نے اپنی دعاؤں سے مجھے رخصت کیا۔ شادی کے بعد مَیں سیالکوٹ چلی گئی۔ وہاں تقریباً چھ برس رہنے کے بعد میں نے ابا جان سے کہا کہ اب میں ربوہ آجاؤں تاکہ بچے پڑھ لکھ جائیں۔ اس پر آپ نے اپنے گھر کے صحن میں دو کمرے ڈال دیئے تھے جس میں مَیں خاوند اور بچوں کے ساتھ شفٹ ہو گئی۔ میرا خیال تھا کہ اگر آپ اپنے گھر میں جگہ دے رہے ہیں تو یقیناً گھر کا کام کاج بھی کروائیں گے۔ لیکن ابا جان نے اس خیال سے کہ میرے کام کرنے سے میرے میاں برا نہ منائیں اپنی بیگم سے کہا کہ جب میرے میاں گھر پر ہوں تو مجھے آواز نہ دیں اور ویسے بھی زیادہ کام نہ کہیں۔

آپ ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ کسی مہمان کو اس گھر میں کوئی کمرہ دینا ہوتا تو پہلے مجھ سے پچھواتے کہ کوئی اعتراض تو نہیں۔ ایک حصہ میں کرایہ دار رہتے تھے۔ جب آپ لندن جاتے تو مجھے کہتے کہ تم ان سے کرایہ لے کر خرچ کر لیا کرو۔ لندن سے بھی رقم بھجواتے اور واپس آکر سارے بل اور دیگر اخراجات کا حساب کر کے بھی ساری رقم دیدیتے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰/جنوری ۲۰۰۴ء کی زینت مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی نظم "جذب شوق" سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

شب الم گزار کر سحر کی ہم اماں میں ہیں
مگر یہ دشمنانِ دیں نہ جانے کس گماں میں ہیں
دلوں میں جل رہی ہے جو ترے چراغ کی ہے لَو
ترے قریب ہو کے ہم حصارِ ضوفشاں میں ہیں
تجھی کو دیکھ دیکھ کر گزارتے ہیں زندگی
ترے ہی ہیں خیال میں ترے ہی آستاں میں ہیں
تری صفات کا بیاں مری بساط میں نہیں
یہ جلوۂ ہزار رنگ تیرے بوستاں میں ہیں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday September 10 , 2004 | Issue No. 37

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

عورتوں کی اچھی تربیت کے نتیجہ میں ہی ہماری اگلی نسلوں کی حفاظت ہوسکتی ہے۔
مَردوں کو چاہئے کہ عورت کے جذبات اور حقوق کا پوری طرح خیال رکھا کریں
یہ دورِ خلافت بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کا تسلسل ہے۔اس کے ساتھ وہی برکات وابستہ ہیں

(جلسہ سالانہ جرمنی میں خطابات ۔انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں ۔ مسجد بیت الحبیب کیل کا افتتاح ۔ ہزار ھا افراد نے شرف زیارت و ملاقات حاصل کیا ۔
فرینکفرٹ Immenhausenاور ھمبرگ(جرمنی) میں حضور انور ایدہ اللہ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاہرؔ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

20/اگست بروز جمعة المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے5:30 بجے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

ایک بجکر پچاس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی ۔حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔اس کے ساتھ ہی فضا میں سینکڑوں غبارے چھوڑے گئے۔بچوں اور بچیوں نے جو اپنے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور جرمنی کے قومی پرچم لئے ہوئے کھڑی تھیں کورس کی شکل میں پرچم لہراتے ہوئے ترانہ پڑھا۔حضور انور نے دعا کروائی ۔ پرچم کشائی کی اس تقریب کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں مردانہ ہال میں میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ پرچم کشائی کی تقریب اور حضور انور کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ Live نشر کیا گیا۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور فرمایا کہ انسان دنیا میں بہت سی ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو برائیوں کی طرف لے جانے والی اور خدا تعالیٰ سے دور کرنے والی ہوتی ہیں۔ایسے لوگ جو دین کا علم رکھنے والے ہیں وہ بھی ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں مذاق کی باتیں ہیں ۔لیکن ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ کے احکامات سے ہٹانے والی باتیں ہیں ۔ایک مومن کو اپنی فلاح اور کامیابی کے لئے ان سے بچنا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا ان آیات میں خدا تعالیٰ نے اپنی رضا حاصل کرنے والوں ،اپنے فضلوں ،رحمتوں اور جنّتوں کے وارث بننے والوں کے لئے مختلف طریق اور راستے دکھائے ہیں کہ ان راستوں پر چلو گے تو میری جنّت کے وارث ٹھہرو گے ۔فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور جنّت کا وارث بننے کے لئے مختلف درجات کا ذکر ہے اور ان اعمال کا ذکر ہے جن پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے وارث ہو گے۔

فرمایا وہ اعمال کیا ہیں جن پر چل کر میری جنّتوں کے وارث ہو گے ۔ان میں سب سے پہلے تو نمازوں کی ادائیگی ہے۔عاجزی اختیار کرنا ہے۔لغویات سے پرہیز ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہے۔ پھر فروج کی حفاظت ،شرمگاہوں کی حفاظت ہے،منہ اور کان کی حفاظت ہے کہ ان کا صحیح استعمال ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے عہدوں کی ادائیگی ہے ۔حضور انور نے فرمایا۔ یہ لوگ نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں ،فکر کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جنّتوں کے وارث بننے کے لئے یہ تمام درجات طے کرنے ہوں گے۔ان میں سے کسی کو بھی کم نہ سمجھو۔نیکیوں کی معراج حاصل کرنے کے لئے تمام نیکیوں کو بجالانا ضروری ہے ۔جب تک تم آخری منزل پر پہنچ نہیں جاتے ہر وقت خطرہ ہے کسی سیڑھی پر پاؤں پھسلا تو پھر تم واپس آجاؤ گے ۔وہی مومن کامیاب ہوں گے جو خدا کی رضا حاصل کر کے خدا کی جنّتوں میں پہنچ جائیں گے اور پھر ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

حضور انور نے لغو باتوں اور لغویات سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بڑی تفصیل کے ساتھ نصائح فرمائیں۔اور احباب جماعت کو ان سے بچنے کی تاکید فرمائی۔

چھ بجکر 40 منٹ پر حضور انور ملاقاتوں کے لئے اپنے دفتر تشریف لائے ۔اور خواتین کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا ۔1100 سے زائد خواتین نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔خواتین اپنے بچوں کے ساتھ باری باری حضور انور کے سامنے سے گزرتیں ،سلام عرض کرتیں اور دعا کے لئے کہتیں ۔حضور انور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرماتے اور بڑے بچوں اور بچیوں کو قلم بھی عطا فرماتے ۔ملاقات کا یہ سلسلہ سوا آٹھ بجے تک جاری رہا

آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

21/اگست بروز ہفتہ:

صبح 5:30 بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی ۔12 بجے حضور انور لجنہ سے خطاب کے لئے تشریف لائے ۔اس سے قبل حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے اور ڈاک بھی ملاحظہ فرمائی۔

مستورات سے خطاب

جب حضور انور لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے حضور انور کا استقبال کیا۔کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔لجنہ کے جلسہ گاہ سے یہ خطاب مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا گیا اور MTA پر Live نشر ہوا۔

حضور انور نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحشر کی آیت نمبر 19 کی تلاوت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ قوموں کی ترقی کا انحصار عورتوں کے اعلیٰ معیار پر ہوتا ہے۔اسی لئے اسلام نے عورت کو نہایت اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے کیونکہ عورتوں کی اچھی تربیت کے نتیجہ میں ہی ہماری اگلی نسلوں کی حفاظت ہوسکتی ہے۔

اس ضمن میں حضور انور نے سب سے پہلے تو یہ توجہ دلائی کہ عورتوں کے بارے میں جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے ۔حالات کا تفصیل سے اور گہرائی سے جائزہ لے کر کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہئے ۔ پھر حضور نے عورت کے مقام کے متعلق بتایا کہ اسلام نے ماں کے قدموں تلے جنّت رکھ دی ہے اور اس لئے مردوں کو نہیں چاہئے کہ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے ساتھ سختی شروع کر دیں یا تلخی سے پیش آئیں ۔اس کے نتیجہ میں ہوسکتا ہے ان کی نسلیں ان کے ہی خلاف ہو جائیں کیونکہ بچوں کو اپنی ماؤں کے ساتھ غیر معمولی تعلق ہوتا ہے۔اس لئے مردوں کو چاہئے کہ اپنے اوپر پوری طرح کنٹرول رکھا کریں اور عورت کے جذبات اور حقوق کا پوری طرح خیال رکھا کریں ۔اسی سلسلہ میں حضور انور نے مزید فرمایا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے راز دار ہوتے ہیں ۔پس انہیں چاہئے کہ باہمی اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے ۔اسی صورت میں ہی اگلی نسل صحیح طور پر پروان چڑھ سکتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بہترین ماحول پائے ۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خطبہ نکاح میں سورۃ حشر کی یہ آیت بھی شامل کی گئی ہے جس میں اپنے مستقبل کا خیال رکھنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی بار بار نصیحت فرمائی گئی ہے۔

حضور انور نے مالی قربانیوں خصوصاً زکوٰۃ کی طرف خواتین کو توجہ دلائی اور اس ضمن میں حضور نے خواتین کی قائم کی ہوئی اعلیٰ مثالوں کا بھی مختصراً تذکرہ فرمایا اور تاریخ احمدیت میں محفوظ خواتین کی مالی قربانیوں پر مشتمل ان اثر انگیز واقعات کی طرف اشارہ کیا جن میں یہ ذکر ہے کہ بعض غریب خواتین جن کے پاس اپنی پالتو مرغیوں کے سوا کچھ نہ ہوتا ،وہ ان کے انڈے ہی لے کر خلیفۂ وقت کی خدمت میں پہنچ جاتیں کہ انہیں بیچ کر دین کی خدمت میں رقم استعمال کی جائے ۔حضور نے وضاحت فرمائی کہ مالی قربانی کی نہایت شاندار مثالیں آج بھی خواتین قائم کر رہی ہیں اور کتنی ہی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ خواتین نے اپنا سارا سارا زیور اتار کر چندہ میں دے دیا۔حضور نے لجنہ جرمنی کی

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔